رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۱

رجسٹرڈ انگلیشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔اے۔ ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ......

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ......

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۳) | ۲۶ آبان ۱۳۵۲ف | ۲ شوال ۱۳۶۲ھ | ۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر ۲۵

مابعد جنگ ہندوستان

از

ڈاکٹر مسٹر سی۔ آر۔ ریڈی

مستقبل پر نظر ڈالنے کے لئے اب وقت بہت موزوں ہے۔ فتح کے آغاز نے مایوسی کی تاریکی کو دور کر دیا ہے۔ سیاست بین الملی کی تقریروں کا لہجہ بدل گیا ہے۔ دنیا کے ہر بسنے والے کا خواب پریشان ہوگیا۔ ہندوستان کی فضا بھی کچھ بدل سی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یورپ میں اس سال جنگ ختم ہو جائے گی لیکن امن کا قیام اس قدر آسان نہیں۔

دیکھئے کہ چرچل کے نقارۂ جنگ سے ملوکیت کی بھی آواز آ رہی ہے۔ چرچل نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ ان ممالک پر جو برطانیہ کے محکوم ہیں اور ایشیائی اقوام پر منشور اوقیانوس کس طرح منطبق کیا جائے گا۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ صلح کے شرائط کو متعین کرنے والی قوت صرف برطانیہ عظمیٰ ہی ہے کیونکہ جنگ جیتنے والی قوت بھی تنہا برطانیہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں عالمگیر نظام نو پر غور کرتے وقت اقوام متحدہ کی پالیسی اور اس کی نوعیت کو ملحوظ رکھنا ہے۔

جنرل ڈی گال اور جیراڈ چاہتے ہیں کہ سلطنت فرانس کو اس حالت میں لایا جائے جو وہ جنگ سے پہلے تھی۔ ولندیز کی حکومت اپنی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ البتہ اپنی سلطنت میں اس قدر رد و بدل چاہتی ہے کہ جاوا اور انڈونیشیا کو وفاقی خود مختاری دی جائے۔ یہ ممالک ملوکیت پسند ہیں۔ امریکہ بہ حیثیت ہی ملک رہا ہے اور چین ملوکیت پسند نہیں۔ روس ایک نئی نوعیت کی مملکت ہے۔

انسانوں کی تقسیم۔ تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر جگہ دو قسم کی تقسیمیں ہوتی ہیں۔ ایک تقسیم ذات پات کی بناء پر ہوتی ہے جیسے معاشرہ ہندو میں پیدائش کی بناء پر درجہ بندی کی جاتی ہے جیسے امراء اور عوام یا برہمن وغیرہ۔ دوسری تقسیم معاشی طبقات کی بناء پر ہوتی ہے جیسے سرمایہ دار اور مزدور وغیرہ۔ سوویٹ روس نے ایسا تمدن پیدا کر دیا ہے جس میں یہ طبقے ختم کر دیے جا رہے ہیں۔ انگلستان ایک ایسی ملوکیت کی نمائندگی کرتا ہے جو نو آبادیوں سے مرتب ہے یعنی یہ اقوام کی ایک دولت عامہ ہے جس میں سب ارکان مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ غور طلب امر صرف یہ ہے کہ کیا ہندوستان بھی دولت عامہ کی حیثیت تک پہنچ سکے گا۔ اس موضوع پر برطانوی مدبرین کے اعلانات جن میں مسٹر چرچل بھی شامل ہیں صاف اور غیر مبہم ہیں۔ برطانوی مدبرین ہندوستان کو نو آبادیاتی درجہ دینے کے لئے نہ صرف رضامند بلکہ آمادہ ہیں۔ اگر ہم اس درجہ سے قریب نہیں ہیں تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اس موضوع پر میں آگے چل کر ذرا تفصیل سے بحث کروں گا۔

یورپ میں اس وقت جو قومیں نازیت سے برسر پیکار ہیں وہ سوویٹ روس کے نصب العین کی طرف زیادہ مائل نظر آتی ہیں۔ یہ باور کرنے کی وجہ موجود ہے کہ جن ممالک پر جرمنی کا قبضہ ہے جیسے پولینڈ وہاں کے باشندے اشتراکیت کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں۔ پولینڈ کی حکومت کی جو جدید تشکیل ہوئی ہے اس میں بھی اشتراکیت کا میلان زیادہ پایا جاتا ہے۔

یہاں ایک دلچسپ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جرمنی کی شکست کے بعد پولینڈ کے باشندوں کو ان داخلی انقلابات کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جائے گا یا دوسرے دول جو ایک دوسرے سے مختلف نصب العین رکھتے ہیں مداخلت کریں گے جیسا کہ ہسپانیہ میں کیا گیا؟ فرض کرو کہ پولینڈ میں عوام اور اعلیٰ طبقات کے درمیان تصادم ہوگا تو کیا سوویٹ روس اور انگلستان کی ذات پرست جماعت کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ اس تصادم سے الگ رہیں؟ انقلاب روس کی تاریخ اور سفید روس کی جانب سے دول مغرب کی مداخلت ممکن ہے کہ کسی دوسری صورت میں دہرائی جائے۔ اگر جنوبی یورپ کی آزادی کے بعد انتہائی ہنگامے برپا ہو جائیں تو کیا انگلستان، فرانس اور سوویٹ روس بے تعلق تماشائی بنے رہیں گے یا عملی حصہ لیں گے؟

ایشیا پر رد عمل

کیا اس صورت حال کا اثر ان ایشیائی ممالک کے موقف پر نہیں پڑے گا جو یورپ کے محکوم ہیں؟ اگر مسٹر چرچل اپنی سلطنت کی برقراری کے حامی ہوں تو کیا وہ فرانس، ہالینڈ اور بلجیم کے اس مطالبہ کو مسترد کر سکتے ہیں کہ ان کی سلطنتیں بحال و برقرار رہیں۔ اگر مغربی دول کو وہ علاقے اسی غلامی کی حالت میں دے دئے جائیں جو پہلے ان کے قبضہ میں تھے تو امریکہ نے شکریہ کے سوا کیا حاصل کیا ہوگا؟ کیا امریکہ اپنے موقف سے مطمئن رہے گا؟

اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا نظام نو مرتب کرنا پڑے گا جو آزادی، انسانیت، اور جمہوریت پر مبنی ہو اور جس کی تشکیل میں امریکہ کو موثر آواز حاصل رہے۔ ایسا نظام نو قدیم سلطنتوں کی بحالی سے کس طرح مطابقت رکھ سکتا ہے؟ کیا امریکہ کی قسمت میں یہی لکھا ہے کہ وہ دنیا کے لئے ہمیشہ لڑتا رہے مگر دنیا کے نظام کو کبھی درست نہ کرے۔ تو مجھے یقین ہے کہ دنیا کے نظام میں امریکہ ایک بڑی اصلاح کا طالب ہوگا جس کو تمام دول بخوشی قبول کریں گے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵) پر

چارمینار پریس

اشتہار، لیبل، پوسٹر، پمفلٹ، مراسلے،
کتابیں، اخبار، رسالے، اردو، انگریزی،
گجراتی، ہندی، مرہٹی، کنڑی، تلنگی
ہر زبان اور ہر قسم کی چھپائی کا معقول انتظام
چارمینار پریس گلزار حوض حیدرآباد دکن
فون نمبر ۲۲۹۱

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۲۶ آبان ۱۳۵۳ف	نمبر ۲۵

"آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے"

ہندوستان کے غریبوں کی نحیف آواز

"ہندوستان جاتے وقت مجھے گمان زبردست مشکلات اور خطرات کا پورا پورا احساس ہے جن سے مجھے وہاں سامنا کرنا ہوگا۔ پہلے ہندوستان ایک دفاعی حیثیت رکھتا تھا بلکہ اس پر لشکر کشی تک کا اندیشہ تھا لیکن اب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کرنے جا رہا ہے۔ اس جنگ میں ہندوستان کی جو مساعی رہی ہیں ان کے لئے اقوام متحدہ اس کی بہت ممنون ہیں اور یہ مساعی آخر تک جاری رہیں گی لیکن ہمیں اس زبردست بار کا خیال رکھنا چاہیے جو ہندوستان کے معاشی انتظام اور نقل و حمل کے ذرائع پر پڑ رہا ہے۔ اور اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ ان ذرائع پر کوئی غیر معمولی بار نہ پڑے۔"

(لارڈ ویول)

رمضان کی عید گو ابھی چند روز بعد بہرہ منایا جائے گا۔ خوشی کی ان دو تقاریب کا باہمی قرب ہمارے ذہن کو بنگال کی فاقہ کش آبادی کی طرف منتقل کر رہا ہے۔ ہر تعلیم یافتہ ہندوستانی اس حقیقت سے واقف تھا کہ برما کے سقوط کے بعد ہندوستان میں چاول کی قلت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن نہ صرف اس کمی کو پورا کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا بلکہ متعدد غیر سرکاری بیانات کے مطابق اجناس کی برآمد جاری رکھی گئی۔ اس کے علاوہ تاجران غلہ کی ذخیرہ بندی سے چشم پوشی کی گئی، نفع اندوزی کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ بہ الفاظ دیگر سرمایہ داری کو موقع دیا گیا کہ وہ غریبوں اور مفلسوں کو جس طرح چاہے نچوڑ لے۔ اور دوسری طرف اقتدار کی ہوس اور سیاسی تعلقیں ایک خالص معاشی مسئلہ کے حل میں سد راہ ثابت ہوئیں۔ مرکزی حکومت نے سمجھا اور غلط سمجھا کہ فراہمی اغذیہ کی ساری ذمہ داری صوبہ واری حکومتوں پر عائد ہوتی ہے۔ صوبہ واری حکومتوں نے سمجھا اور صحیح سمجھا کہ وہ مرکز کے مقابلہ میں کمزور اور بے بس ہیں۔ مرکز اور صوبوں کی اس کشمکش نے آج بنگال کے ہزارہا گھرانوں کو ماتم کدہ بنا دیا ہے۔ مسٹر ایمری وزیر ہند نے دارالعوام میں بنگال کی صورت حال پر بیان دیتے ہوئے ساری ذمہ داری صوبہ کی حکومت پر عائد کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ:۔

"حکومت بنگال اپنی مجالس مقننہ کے سامنے ذمہ دار وزراء پر مشتمل ہے اور یہی حکومت ہے جو آئینی حیثیت سے غذائی نظم و نسق کی ذمہ دار ہے جس مسئلہ کا اس کو مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے وہ بنگال اور دیگر مقامات سے کافی رسدات حاصل کرنا ہے اور معقول طور پر ان رسدات کی تقسیم کرنا ہے۔ صوبہ واری حکومت کو ان زائد ذخیروں کو حاصل کرنے کے آئینی اختیارات حاصل ہیں جو بیوپاریوں کے قبضہ میں ہیں لیکن ان اختیارات کو پورے طور پر روبہ عمل لانے میں اس نے دیر لگائی اور صوبہ کو ان اجناس پر قانع رہنا پڑا جو مرکزی حکومت کی جانب سے فراہم کئے گئے"

بہرحال مرکز اور صوبوں کی ذمہ داری کے مسئلہ سے قطع نظر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا بنگال کی صورت حال دیگر حصص ہند کے لئے اپنے اندر کوئی عبرت آموز سبق رکھتی ہے یا نہیں۔

مسٹر ایمری نے دارالعوام میں یہ بھی فرمایا کہ ہندوستان کو اجناس خوردنی پہنچانے کے لئے کافی تعداد میں جہاز مہیا کرنا بہت مشکل کام ہے۔ پس اہل ہند کی یہ دیرینہ تمنا کہ آسٹریلیا اور امریکہ سے گیہوں اور چاول درآمد کئے جائیں گے حالات جنگ کے غیر یقینی اتار چڑھاؤ کے تابع کر دی گئی ہے۔ درآمد کی امیدیں پختہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہوگی۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں اور ریاستوں کی حکومتوں کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ حکومت ہند سے بیک زبان خواہش کریں کہ وہ حکومت برطانیہ کو اجناس خوردنی کی درآمد کے لئے کافی تعداد میں جہاز مہیا کرنے کی جانب اپنی پوری قوت کے ساتھ متوجہ کرے۔ اس مطالبہ کو جاری رکھتے ہوئے ہندوستان کی حکومتوں کو ذخیرہ بندی اور نفع اندوزی کے خلاف ایک زبردست مہم ملک کے طول و عرض میں شروع کر دینی چاہیے۔ اگر حکومت کا موجودہ غیر معین مسلک قائم رہا اور سرمایہ داروں کی پاسداری برقرار رہی تو قوی اندیشہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر صوبے اور ریاستیں بنگال کی دردانگیز تاریخ کو دہرانے پر اپنے آپ کو مجبور پائیں گی۔

جہاں تک ممالک محروسہ سرکار عالی کا تعلق ہے ہم نے متعدد بار حکومت سے عرض کیا ہے کہ وہ ملک کی پیداوار اور ضروریات کا تعین کر کے عوام کو بتلائے کہ خسارہ کی صحیح مقدار کیا ہوگی۔ نیز یہ بھی بتلائے کہ آیا اس خسارہ کی پابجائی کے لئے کوئی سبیل نکالی گئی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی سبیل نہیں نکالی جا سکتی تو اس اعلان سے کم از کم یہ فائدہ ہوگا کہ رعایائے سرکار عالی آنے والی مصیبتوں سے نمٹنے کے لئے ابھی سے تیار ہو جائے گی۔

حیدرآباد سے اجناس کے برآمد ہونے کے واقعات یا قصے ہر روز سنائی دیتے ہیں لیکن درآمد اجناس کی خبر سننے کے کان ہنوز مشتاق ہیں۔ کسی خبر رساں ایجنسی نے یہ نہیں بتایا کہ چاول کی قلت کو کس طرح پورا کیا جائے گا اور گیہوں کی قلت کا کیا حل نکالا گیا ہے۔ اچھی اور امید افزا بارش کے باوجود غلہ میں اتار کے بجائے چڑھاؤ کا رجحان پایا جا رہا ہے۔ ماہ رمضان میں ایسے صدہا گھرانے تھے جو بلا سحر و افطار روزے رکھتے رہے۔ صحت بخش غذا کے لئے دودھ ترکاری اور گوشت ضروری ہے۔ لیکن جہاں جانوروں کی گرانی اور کم یابی کی شکایت ہے۔ میووں کا تو ذکر ہی کیا اچھی ترکاری تک بازار میں نظر نہیں آتی۔ چارہ اور جوار کی قلت کی وجہ سے بچوں کو صحت بخش دودھ میسر نہیں آ رہا ہے۔ گوشت کا نرخ ایک روپیہ سے ڈیڑھ روپیہ فی سیر تک پہنچ گیا ہے۔ اگر ہندوستان کے باشندے مصیبت اور تکلیف کو تقدیر سمجھ کر برداشت کرنے کے عادی نہ ہوتے تو خدا جانے ہندوستان کی حکومتوں کو کیسی کیسی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا۔ صحیح ہے کہ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کے

ہندوستان کی اور حکومتوں کی طرح حیدرآباد کی حکومت کی فیاضی سے روپیہ خرچ کر رہی لیکن ندی مویشیوں کی قلت کی وجہ سے اس مہم کے سرسبز ہونے کے امکانات بھی ایسے ہی موہوم نظر آتے ہیں جیسے کہ آسٹریلیا اور امریکہ سے گیہوں اور چاول کی درآمد غرض فضا میں ہر طرف تاریکی نظر آرہی ہے۔ اسی ہفتہ جبکہ ہر جگہ عید مبارک اور دسہرہ مبارک کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں ہم حکومت سرکار عالی اور ہر مکتب خیال کے ہندو اور مسلم پبلک کارکنوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ انجمن انسداد قلت وگرانی اجناس کی مجوزہ غذائی کانفرنس میں جو عنقریب منعقد ہونے والی ہے ان مسائل کا حل تلاش کریں اور سر آنے والی مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔

بلدیہ کی مالی و انتظامی حالت کی تحقیقات

بارگاہ خسروی سے قیام کمیشن کی منظوری

بلدیہ کی مالی اور انتظامی حالت کی جانچ بین اور مناسب کی تجاویز پیش کرنے کے لیے حسب تجویز کونسل بارگاہ خسروی سے ایک کمیٹی کے تقرر کی منظوری بذریعہ فرمان واجب الاذعان مرحمت اور ہمعنان الموکت مشکلات شرف صدور لائی ہے جو۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر چیف آرکٹکٹ (صدر نشین)

نواب غوث یار جنگ بہادر وظیفہ یاب صوبہ دار و حال ناظم طبابت یونانی (رکن)

مولوی محمد میر خاں صاحب معتمد باب حکومت و فینانشل

اڈوائزر صیغہ رسد۔ نائندہ سررشتہ فینانس (رکن)

پر مشتمل ہوگی۔

کمیٹی ذکور حسب ذیل تفصیلات کے بموجب اپنی تجاویز پیش کرے گی۔

(۱) بلدیہ کے مالیاتی نظم و نسق کی جانچ اور اس کی نسبت رپورٹ

(۲) بلدیہ کی موجودہ خدمات اور دیگر مصارف میں تخفیف کی نسبت تجاویز۔

(۳) بلدیہ کی آمدنی کے وصولی کے طریقے اور اس امر کی جانچ کہ تخمینہ بقایا واجب الوصول کی وجوہ کیا ہیں اور ان کی وصولی کے لیے کیا بہترین تجاویز تیار کی جاسکتی ہیں۔

(۴) کیا اسے قرضہ کی حد تک صرف جو کام پوری طرح جاری ہیں ختم کیے جائیں اور جو نئی کر مزید کام انجام دلائے جائیں تاکہ مزید قرض میں کمی کی جائے۔

(۵) بلدیہ کے ٹیکس اور دوسرے محصولات میں اضافہ نیز بلدیہ کی آمدنی میں اضافہ کی دیگر تجاویز۔

(۶) مجلس بلدیہ نے عام طور پر بلدی ذمہ داری کے احساس کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے یا نہیں نیز ایسے فرائض جن کا تعلق مالیاتی نظم و نسق سے ہے۔

(۷) ان تجاویز کی نسبت غور جو ات بلدیہ کے مالیہ پر سرکار عالی کو قابو حاصل ہو تاکہ انہیں مناسب طریقہ پر بر ترتیب مرحمہ قانون بلدیہ میں شامل کیا جاسکے بالخصوص امور ذیل کی نسبت۔

(الف) مجلس قائمہ کے لیے منجانب سرکار چند ارکان کی نامزدگی اور مالیہ کے معاملات میں حکومت کے نمائندہ یا نمائندگان کو شرکت کے اختیارات اور بصورت اختلاف اہم معاملات کا محکمہ سرکار پر رجوع کیا جانا۔

(ب) بلدیہ کا موازنہ سرکار کی منظوری کے لیے پیش کیا جانا

(ج) حسابات اور بعض مخصوص مصارف کی جانچ از جانب محکمہ محاسبات سرکار عالی۔

بارگاہ جہاں پناہی سے کمیٹی مذکور کو اس امر کا مجاز گردانا گیا ہے کہ وہ دفاتر سرکار عالی سے نیز مجلس بلدیہ اور بلدیہ کے ملازمین اور عہدہ داروں سے اپنے تحقیقات کے بارے یا اس کے ضمن میں ضروری مواد بشمول ان کاغذات و دستاویز کے جو مجلس بلدیہ یا اس کے ملازمین یا عہدہ داروں کے قبضہ میں ہوں طلب اور حاصل کرے اور ارکین مجلس بلدیہ ملازمین بلدیہ یا عہدہ داران بلدیہ نیز پبلک کے اشخاص کو شہادت دینے کے لیے طلب کرے اور ان سے ہر نوعیت اور قسم کے استفسارات اور سوالات جو کمیٹی کو ضروری معلوم ہوں بہ و ان شہادت یا اور طور پر کرے۔

بارگاہ جہاں پناہی سے یہ حکم بھی شرف صدور لایا ہے کہ یہ کام حتی الامکان ۱۳۵۲ء فصلی نصف ہی آخر تک ختم کردے اور جہاں تک امکان ہو جلد سے جلد اپنی رپورٹ غور کے لیے کونسل میں پیش کرے۔

مرکز نے حالت ابتر کردی

وزیر اعظم سندھ کا تبصرہ

کراچی ۲۰ ستمبر۔ میری قطعی رائے ہے کہ یہ گڑ بڑ مرکز کی پچائی ہوئی ہے اور جنگ اغذیہ کی کرکٹیں میں اچانک جو تبدیلیاں کی جاتی رہی ہیں ان سے میری اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ حکومت ہند بھی اس سے انکار نہیں کر سکتی۔"

ان الفاظ میں سندھ کے وزیر اعظم سر غلام حسین ہدایت اللہ نے اخبار ڈیلی گزٹ کے ایک نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے ملک کی غذائی صورت حال پر تبصرہ کیا انھوں نے کہا کہ جیسا کہ اخبار اسٹیٹسمین نے بجا طور پر کہا ہے برما سے چاول کی برآمد بند ہو جانے اور بنگال کے معمولی ذرائع پر تین چار لاکھ مزید نفوس کا بار پڑ جانے سے یہ ابتری پیدا ہوگئی ہے اور میرے خیال میں اگر مرکزی حکومت نے بنگال میں آزاد تجارت جاری رکھی ہوتی تو اس ابتری سے بچاؤ کیا جاسکتا تھا۔

انھوں نے کہا کہ بنگال کے وزیروں کی حالت اس مجبوری کی ایسی ہے جو دو طرف سے آگ میں پھنس گئی ہو۔

اگر سندھ کی حالت آج اطمینان بخش ہے تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ہم نے ان حلقوں کی دھمکیوں سے ہمت نہیں ہاری۔ جو تم بے موقع ہماری پالیسی میں اعتراضات کرتے رہے۔ اس بات کو اب پورے طور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ جیسے کہ مرکزی حکومت کی نہیں بلکہ ہماری پالیسی درست تھی۔

مسٹر امیرے کے حالیہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ:

وزیر ہند نے ان پیچیدہ مسائل کو اٹھایا ہے جو مشہور کمیٹی کے اس سوال کی طرح ہیں جو فراہمی مستقبل کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔ یہی کہ کیا تم نے اپنی بیوی کو مارنا چھوڑ دیا۔ اس سوال کا جواب ہاں دیا جائے یا نفی میں وہ ہر صورت میں جرم کو قائم کرے گا۔

کھلے الفاظ میں دعوت کرنے کے بجائے مسٹر امیر طعن آمیز اشاروں میں کہتے ہیں کہ صوبائی وزراء بالخصوص بنگال اغذیہ کے بندوبست کے ذمہ دار ہیں کیا وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ تنظیم نا قص اور بعض مشکلات کے باوجود جیسے صوبائی وزراء بھی ہیں جو اغذیہ کے بندوبست کے ذمہ دار ہیں اپنی ذمہ داریوں سے اس طریقہ پر عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جو کہ سکے لیے اور ذرائع کے لیے باعث اطمینان ہے۔

انجمن انسداد قلت وگرانی

کے امدادی سرمایہ میں چندہ دیجیئے! مصیبت زدہ اہل وطن کی امداد کا وقت ہے! یہ قومی غیرت و حمیت کا امتحان ہے

ایک پیسہ سے ہزار روپیہ تک

جو کچھ آپ دے سکتے ہیں دیجیئے!

تاکہ جلد سے جلد امدادی فنڈ کی دوکانیں کھولی جاسکیں۔

خازن انجمن: راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی۔

دفتر انجمن: "سکھ نیواس" رام کوٹ حیدرآباد دکن

نیلگیری کی بہترین چائے کا واحد مرکز چینا نیلگیری ٹی امپوریم روبرو معظم جاہی مارکٹ

سررشتۂ ٹپہ کی سرگزشت اور سرگرمیاں

کیش سرٹیفکیٹ سسٹم کے فوائد

قدیم زمانہ میں عوام یا تو تاجروں اور سیاحوں کے ذریعہ خط بھیجا کرتے تھے یا اگر انہیں موقع مل جاتا تو سرکاری ڈاک کے ساتھ اپنے خط بھی بھیج دیتے۔ سرکاری ٹپہ (ڈاک) لے جانے کا کام سوار سرکاری یا ہرکارے انجام دیتے تھے اور ڈاک کا محصول نہیں لیا جاتا تھا۔

سرسالار جنگ کی کوششیں

سرکاری ٹپہ پہونچانے کا انتظام سب سے پہلے نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد حکومت میں میر عالم بہادر نے کیا جو اس وقت وزیر اعظم تھے اور ڈاک رسانی کا انتظام نہ صرف اندرون ممالک محروسہ کے لئے کیا گیا تھا بلکہ بیرون ممالک محروسہ کے اہم شہروں تک بھی وسیع تھا۔ لیکن اس وقت ٹپہ رسانی کا کام ٹھیکے کے طور پر انجام دیا جاتا تھا اور صرف خطوط رسانی تک محدود تھا۔

نواب افضل الدولہ بہادر کے عہد حکومت میں سالار جنگ اول نے ٹھیکہ کا طریقہ مسدود کر دیا اور ٹپہ رسانی کا کام حکومت کے زیر نگرانی آ گیا۔ نواب شمس الدولہ ناظم ٹپہ مقرر کئے گئے اور انھوں نے ملکی خطوں کے لئے ٹکٹ بھی جاری کئے۔

حکومت ہند سے معاہدہ

۱۳۱۹ف میں ممالک محروسہ سرکار عالی اور برطانوی ہند کے درمیان ٹپہ کے بارے میں ایک معاہدہ ہوا جس کے مطابق ٹپہ کے ذریعہ روانہ کی جانے والی اشیاء کے مبادلہ کا اصول تسلیم کیا گیا۔

جب سے سررشتۂ ٹپہ قائم ہوا ہے اس کے مختلف شعبوں کو متواتر ترقی ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ اب یہ سررشتہ ایسے تمام فرائض انجام دے رہا ہے جو دوسرے ممالک میں محکمۂ ڈاک بالعموم انجام دیتا ہے اور حکومت کو اس سررشتہ سے دو لاکھ روپے سے زیادہ خالص آمدنی ہوتی ہے۔

سررشتۂ ٹپہ کے بعض شعبے حسب ذیل سنوں میں قائم ہوئے ہیں:۔

شعبۂ بیمہ	۱۳۱۶ف
شعبۂ منی آرڈر	۱۳۲۰ف
شعبۂ قیمت طلب پارسل	۱۳۲۳ف
شعبۂ سیونگ بنک	۱۳۳۲ف

سالانہ اعداد

۱۳۵۱ف کے اعداد حسب ذیل ہیں جن سے سررشتۂ ٹپہ کی سرگرمیوں کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

رجسٹری شدہ اشیاء	۸۰۵۵۸۰
غیر رجسٹری شدہ اشیاء	۵۵۱۶۵۰۰۰
بیرنگ اشیا	۱۱۴۵۲۳۹
منی آرڈروں کی تعداد	۶۲۳۰۰۶
منی آرڈروں کی رقم	۱۳۰۳۲۹۲۹۰ روپے
سیونگ بنک کے کھاتوں کی تعداد	۴۰۳۵
سیونگ بنکوں میں امانتی رقمیں	۵۰۰۱۲۹۱۹ روپے
ڈاک خانوں کی تعداد	۳۲۳
خطوط اندازی کے بکس	۲۱۵۲
آمدنی	۱۲۷۳۳۴۰ روپے
مصارف	۱۰۲۰۹۹۵ "
منافع	۲۵۲۲۴۵ "

منی آرڈروں کا تبادلہ

اگرچہ کہ سررشتۂ ٹپہ سرکار عالی نے ڈاک کے محصول اور دوسرے محصولوں کی شرح برطانوی ہند کے محکمۂ ڈاک کی شرحوں سے مقابلتاً کم رکھی ہے لیکن ہر سال اس کی آمدنی اخراجات سے زیادہ ہوتی ہے۔ سرکار عالی اور حکومت ہند کے ٹپہ خانوں کے درمیان منی آرڈروں کے تبادلہ کا کوئی یکساں انتظام نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو بڑی دقت پیش آتی تھی جسے رفع کرنے کے لئے سررشتۂ ٹپہ نے ۱۳۴۳ف میں صدر ٹپہ خانہ سرکار عالی کے ذریعہ حکومت ہند کے ٹپہ خانہ حیدرآباد اور سرکار عالی کے ٹپہ خانہ جات کے درمیان منی آرڈروں کے تبادلہ کا ایک طریقہ نافذ کیا جسے ممالک محروسہ اور برطانوی ہند کے باشندوں نے بہت پسند کیا ہے۔

کفایت شعاری کی ترغیب

کچھ عرصہ قبل حکومت کے زیر غور یہ مسئلہ تھا کہ عوام کے لئے سرمایہ کاری کی مزید سہولتیں بہم پہونچائی جائیں۔ چنانچہ ٹپہ خانوں میں سیونگ بنک قائم کرکے عوام کو کفایت شعاری اور پس انداز کی کافی ترغیب دی گئی ہے۔ کیونکہ ان بنکوں کے قیام کی وجہ سے دور افتادہ علاقوں میں بھی بنک کاری کی سہولتیں فراہم ہو گئیں اور عام طور پر انہیں امانتیں رکھنے کا ایک محفوظ ذریعہ تصور کیا جانے لگا۔ ان بنکوں کو غریبوں کے بنک کہا جانے لگا کیونکہ ان میں حسب مرضی چھوٹی چھوٹی رقمیں بھی امانت رکھنے اور واپس لینے کی بڑی سہولتیں ہیں۔

کیش سرٹیفکیٹ سسٹم

کیش سرٹیفکیٹ سسٹم اس بنکاری کا ایک اعلیٰ تر طریقہ ہے اور اس کے مطابق پانچ سال کے لئے مدتی امانتیں لی جاتی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں یہ سہولت بھی فراہم کی گئی ہے کہ ضروری تصدیق کے بعد پانچ سال کی مدت ختم ہونے سے قبل بھی یہ سرٹیفکیٹ ادا کرنے والے ٹپہ خانہ میں بھنائے جا سکتے ہیں۔ شرح سود کا یہ حساب ہے کہ جتنی زیادہ مدت کے لئے رقم امانت رہے گی اتنی زیادہ سود کی شرح بھی ہوگی۔ اگر کوئی سرٹیفکیٹ اپنی مدت کی تکمیل کرے تو اس پر تقریباً ساڑھے تین فیصد سود در سود دیا جائے گا۔ پانچ سال کی مدت ختم ہونے کے بعد بہر صورت اس سرٹیفکیٹ کی واپسی لازمی نہیں بلکہ امانت رکھنے والے کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو مزید دس سال کے لئے اسے امانت رکھ سکتا ہے اور اس پر سود دیا جائے گا۔

محفوظ اور نفع بخش سرمایہ کاری

فی الحال دس روپے سے لیکر پانچ ہزار روپے تک کی مختلف اقسام کے کیش سرٹیفکیٹ جاری کئے جاتے ہیں اور ان اقسام کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ مختلف مالی حیثیت کے لئے موزوں ہوں۔

ایک شخص دس ہزار روپے ابتدائی قیمت تک کے سرٹیفکیٹ خرید سکتا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ تنہا ایک شخص یا دو اشخاص مل کر خرید سکتے ہیں۔ ان کی زیادہ نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ

۱۔ لگائے ہوئے سرمایہ میں کمی نہیں ہوتی۔
۲۔ لگائی رقم جلد واپس لی جا سکتی ہے۔
۳۔ تھوڑی رقم پر بھی کافی فائدہ ہوتا ہے۔
۴۔ شرح سود اضافی ہے اور اس کی وجہ سے زیادہ مدت تک امانتیں رکھنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

برقی قوت زیادہ مقدار میں پیدا کی جائے گی

صنعتوں کی وسعت اور جنگی ضروریات کے باعث برقی قوت کی فراہمی کے مطالبوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ محکمۂ برقی ایک وسیع اسکیم کو روبعمل لانے والا ہے جس پر (۱۳۰) لاکھ روپیہ صرف ہوں گے۔ اس کے علاوہ محکمۂ مذکور ایک نیا ٹربو جنریٹر بھی منگوا رہا ہے جس کی قیمت تقریباً (۱۰) لاکھ روپے ہے۔

نہر نظام ساگر کے ابتدائی ایک میل میں جو متعدد جگہ پانی گرایا گیا ہے اس سے (۱۰۰۰۰) کیلو واٹ (درجہ اول) اور (۳۰۰۰) کیلو واٹ (درجہ سوم) برقی حاصل کرنے کی ایک اسکیم محکمۂ برقی اضلاع نے حکومت کی منظوری کے لئے پیش کی ہے۔

دوسری متعدد اسکیموں کے متعلق بھی تحقیقات دریافت کی گئی جس سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ (۵۰۰۰۰) کیلو واٹ برقی قوت پیدا کی جا سکتی ہے۔

(معلومات)

مابعد جنگ ہندوستان

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

ہندوستان کی مدد کے لیں اس خیال کو دہرانا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے بارہا کہا ہے کہ موجودہ تعطل کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں ہوتی۔ زیادہ ذمہ داری کانگریس پر عائد ہوتی ہے۔ کانگریس اور لیگ نے جنگ میں تعاون کرنے کے شرائط پیش کئے مگر دونوں نے کرپس کی تجاویز مسترد کر دیں۔ اگست سوسائٹی کی جو ہندوستان میں ایک نظام کو کامیاب عمل میں ثابت ہو سکتا تھا مسترد کر دیا گیا۔ اور کانگریس نے ہندوستان چھوڑ دو کی پالیسی اختیار کی۔ ہندوستان کے داخلی اختلافات دن بدن وسیع تر ہو گئے۔ ایک سال قبل مسٹر جناح نے کہا تھا کہ یہاں دو قومیں تھیں لیکن اب مسٹر جناح "کہتے ہیں کہ کئی قومیں ہیں۔ سیاسی لیڈر قومی حکومت کس طرح تشکیل دے سکتے ہیں؟ جب یہ بات ناممکن ہوگی تو وائسرائے کی کونسل میں ہندوستانیوں کو اکثریت دی۔ اس میں شک نہیں کہ کونسل کی یہ وسعت بھی مکمل نہیں۔ اس سے وقت کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ لیکن ابھی یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم کس چیز سے مطمئن ہو سکتے ہیں۔

حکومت کا فرض

مسٹر امیری کہتے ہیں کہ حکومت برطانیہ اکبر کے قائل ہے۔ لیکن اکبر نے تمام اعلیٰ اور کلیدی خدمات اپنے مذہب اور فرقہ کے لوگوں کے لئے مختص نہیں کر دی تھیں۔ اکبر نے ہندوستان کی قوت اور عظمت کو اپنی پالیسی کا مقصد قرار دیا تھا۔ نظم ونسق میں اکبر نے خود اصلاحیں کیں اور اس کا موقع نہیں دیا کہ شورش پسند اس کو اصلاح پر مجبور کریں۔ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد ہندوستانیوں کو اعلیٰ خدمات دی گئیں۔ صنعتی اور سائنٹفک تحقیقات میں اضافہ ہوا۔ انڈین ملکی سروس کا راستہ ہندوستانیوں کے لئے کھل گیا۔ جنگ سے پہلے یہ اصلاحات کیوں عمل میں نہیں لائی گئیں؟ اگرچہ خود ہمارے ابنائے وطن نے سیاسی ترقی کو ناممکن بنا دیا لیکن کیا حکومت اپنے انتظامی اقتدارات کو کام میں لا کر ہماری اخلاقی اور مادی ترقی کو آگے نہیں بڑھا سکتی تاکہ ہم دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں آ سکیں!۔ حکومت کو چاہئے کہ اس وقت جبکہ جنگ میں فتح یقینی نظر آ رہی ہے کانگریس سے متعلق اپنی روش کو بدل دے اور سر تیج بہادر سپرو جیسے لوگوں کو ارباب کانگریس سے ربط قائم کرنے کا موقع دے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کی ایک ناقابل نظر انداز عنصر ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے رنج ہوتا ہے لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مسٹر گاندھی سے ایسی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو مستقبل سے متعلق شبہات پیدا کرتی ہیں تاوقتیکہ مسٹر گاندھی کانگریس کے حقیقی لیڈر رہیں۔ بہرحال اگر حکومت خود پیش قدمی کرے تو کم از کم ہندو افراد کو ربط قائم کرنے سے نہ روکے۔

قیاس آرائی۔ ایک اور چیز جو ہمارے مستقبل کو غیر یقینی بنا رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ابنائے وطن اور لیڈروں میں حقیقت پسندی مفقود ہے۔ مابعد جنگ ہندوستان کیسا ہوگا؟ محض قیاس آرائی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسا ہوگا۔ کیا ایک بڑا اور واحد ہندوستان ہوگا یا چھوٹے چھوٹے کئی ہندوستان ہوں گے؟ ہمارا نقطہ نظر ترقی پسند ہوگا یا رجعت پسند؟ صرف اتنی بات یقینی ہے کہ اگر ہم اپنے قومی مقاصد میں ناکام رہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوگی نہ کہ کسی اور پر۔

بنگال کا بحران اتحادی اقوام کا مسئلہ ہے

واشنگٹن، ۳۰ ستمبر۔ اجارہ اور قرضہ کے ایک امریکی افسر نے رائٹر سے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ بنگال کے قحط زدوں کی امداد کے لئے امیر یلہ کلکتہ نے جو اپیل کی تھی وہ حکومت کو وصول ہوئی موصوف نے اعلان کیا کہ "ہم امیر بلدیہ کی اپیل پر عمل نہیں کر سکتے۔ غذا کے لئے کوئی بھی درخواست متعلقہ سامراجی حکام کے توسط سے وصول ہونی چاہئے"۔

جب یہ دریافت کیا گیا کہ اگر برطانوی حکومت کے توسط سے درخواست کی گئی تو کیا امداد مل سکے گی تو افسر موصوف نے جواب دیا کہ "یہ برطانیہ کا معاملہ ہے۔ برطانیہ کے پاس غذا موجود ہے اور وہ ہمارے مقابلہ میں زیادہ سرعت کے ساتھ غذا بہم پہنچا سکیں گے مثلاً جنوبی آفریقہ سے غذا فراہم کی جا سکتی ہے"۔

افسر موصوف نے یہ بیان کرنے سے انکار کیا کہ ہندوستان سے اجارہ اور قرضہ کے بارے میں کیا معلومات وصول ہوئے ہیں۔

محکمہ اجارہ اور قرضہ کے باہر باوثوق حلقوں کی یہ متفقہ رائے ہے کہ بنگال کے بحران کو اتحادی اقوام کا مسئلہ تصور کرنا چاہئے کیونکہ جاپانی مقبوضہ برما سے چاول کی تجارت کی مسدودی کے باعث یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح کیا جا رہا ہے کہ قلیل ترین مدت میں مطلوبہ مقام پر غذا کی بہم رسانی کے فنی مسئلہ کے مقابلہ میں اختیارات نظم ونسق کے مسئلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار عہدہ دار امور ... نے کہا کہ "اگر برطانیہ یہ کر سکتا ہے تو ممالک متحدہ امریکہ کی مداخلت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔

۲۳۔ کرپس۔ جس کی خاطر تمام ہندو سورماؤں نے انتہائی بہادری اور انتہائی شان کے ساتھ جدوجہد کی ہے۔

برطانیہ میں جنگ برطانیہ کی یادگار

ماضی کی یاد اور مستقبل کا عزم

لندن ۲۶ ستمبر۔ آج سارے ملک میں جنگ برطانیہ کا یادگار ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ اہل برطانیہ ان بہادروں کی یاد منا رہے ہیں جنھوں نے یہ جنگ لڑی اور دست فتح سے کے لئے خود قربان ہو گئے۔ (۳) سال کے بعد اب اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جمہوریت کی جنگ کی ترقی میں اس جنگ کی کتنی اہمیت ہے۔

اخبار سنڈے ٹائمز لکھتا ہے "ہماری یہ سرزمین (۳) سال پہلے رقابت سے تقریباً کبھی نہ وہ بہت کے بغیر جنگ برطانیہ میں لڑی گئی۔ اگر اس وقت ہم یہ جنگ نہ جیتتے تو آج یہ جنگ نہ ہوتی۔ آزادی فنا ہو جاتی اور جمہوریت کی عمارت منہدم ہو جاتی۔ وہ بڑے بڑے اور دور دور پھیلے ہوئے محاذ جنگ جن پر اس وقت ہٹلر اور اس کی دنیا فتح کرنے کی ہوس کچلی جا رہی ہے آج دکھائی نہ دیتے۔ "دنیا کا نقشہ بدل چکا ہوتا"۔ ان نوجوان ہوابازوں کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے جنھوں نے چار اور ایک پانچ اور ایک بلکہ تین اور ایک کے تناسب میں دشمن کے باوجود بے پناہ بہادری سے مقابلہ کیا۔

برطانوی اخبارات نے لکھا ہے کہ وہ لوگ بھی تعریف کے مستحق ہیں جنھوں نے اس سے کم نمایاں کام انجام دیا۔ اخبار سنڈے کرانیکل نے ان دوسرے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو ان سے کسی طرح کم بہادر نہیں کہے جا سکتے۔ روس کا اشارہ ان لاکھوں انسانوں کی طرف ہے جو زمین پر ہو کر مارے گئے اور جن کے گن کسی نے نہیں گنائے۔ یعنی اس ملک کے عام لوگ جن کو بموں سے مار کر آگ سے جلا کر اور بمباری سے تباہ کر کے ان کے گھروں سے نکال دیا گیا۔ لیکن جن کے ذہنوں میں شکست کا خیال تک نہ آیا۔ برطانیہ کی جنگ حقیقی جنگ تھی لیکن اس کے علاوہ یہ ارادوں کی بھی جنگ تھی۔ جرمن قوم کے دنیا پر حکومت حاصل کرنے کے ارادے اور ہماری قوم کے آزاد رہنے کے ناقابل تسخیر تہیہ کے درمیان یہ ایک آخری دم تک کی لڑائی تھی (۳) سال پہلے برطانیہ کے ہوابازوں جوانوں، بچوں، مردوں، عورتوں اور بچوں نے یہ جنگ جیت لی۔ اور یہ معرکہ سر کرکے انھوں نے پوری لڑائی کو جیتنے کا امکان پیدا کر لیا۔ اگر وہ فتح نہ ہوتی تو کوئی دوسری فتح حاصل نہ ہوتی۔ جب ہمیں اس فتح کے احسان کا خیال آتا ہے تو ہم یہ بات فراموش نہیں کر سکتے کہ یہ احسان ایسا ہے جسے ادا کیا ہو گا اخبار ... صاف اور سادہ الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جنگ برطانیہ کے ہوابازوں کا ہم پر جو احسان ہے اسے ہم کس طرح ادا کر سکتے ہیں ــــــ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ وہ مقصد حاصل ہم

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

"کشاف" کی جانب سے ان حضرات کی خدمت میں "عید مبارک" عرض ہے جنھوں نے نئے کپڑے نہیں بنائے جنھوں نے اپنے خوش حال احباب اور اقرباء کے پاس شیر خرما کے حصے نہیں بھیجے، جنھوں نے ضرورت سے زیادہ شکر حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی جنھوں نے چور بازار سے پٹرول یا پٹرول کے کوپن نہیں خریدے، جنھوں نے ایم۔ آر۔ پی۔ سے عہدہ داروں کو اپنے خاندان کے ارکان کی تعداد زیادہ نہیں بتائی۔ جنھوں نے روزہ رکھائی، تسمیہ خوانی اور بچوں کی سالگرہ کی تقریب میں اجناس خوردنی ضائع نہیں کئے۔ اور جنھوں نے انجمن انسداد قلت وگرانی اجناس کو شطے اور چندے ادا کئے۔

عہدہ داروں میں بدلی۔ (مملکت کی ایک سرخی)

اس ادارہ کو پڑھکر ایک صاحب نے یہ شعر لکھ بھیجا ہے :-

عمر ساری تو وطن میں یونہی مرمر کے کٹی
یک نوکری میں رہو بیٹھ کے ہر کری اس سے کیا حاصل

افسوس اس کا ہے کہ بعض جماعتوں کے لیڈر جو بالکل غیر فرقہ وارانہ سیاسی پروگرام کرنے کے مدعی ہیں انتخابات بلدیہ سے گھبرا گئے اور ابھی تک اپنے سیاسی عقائد کی باریک الجھنوں میں کچھ اس طرح پھنسے پڑے ہیں کہ وقت کی شدید ترین ضرورتوں سے بھی بے پروا ہیں۔ ہمارا روئے سخن ان دوستوں کی طرف ہے جو کانگریس کا نام لے کر اپنے سیاسی عقائد کا اعلان کیا کرتے ہیں۔ مگر اس وقت انجمن (انسداد قلت وگرانی اجناس) کے مشترکہ پلیٹ فارم سے علحدہ رہ کر انھوں نے اپنے سیاسی عقائد کا کوئی اچھا عملی نمونہ پیش نہیں کیا۔ (پیام)

بات اصل یہ ہے کہ ہمارے ان نام نہاد کانگریسی احباب کی سرمایہ داری پر ایک عرصہ سے کہ کانگریس کا نقاب پڑا ہوا تھا مگر ہماری بڑھتی ہوئی گرانی اور مصنوعی ذخیرہ اندوزی نے ان سب کے چہرے سے اس نقاب کو ایک ایک کر کے الگ کر دیا اور دنیا پر یہ راز فاش ہو گیا کہ ع۔ ہر حرف ذخیرہ اندوزی میں ہے پوشیدہ مہاجن

"اسوسی ایٹڈ پریس" کا بیان ہے کہ مجلس بلدیہ کے ایک اجلاس میں

مسٹر جی ایم افضل خاں نے یہ تحریک پیش کی کہ سڑکوں کی مرمت کے لئے جو رقم محفوظ کی گئی ہے وہ ان کے علاقہ کو دیدی جائے جس کی ترمیم مسٹر گھوپرشاد نے پیش کی کہ تمام حلقوں میں مرمت کے کام پر یہ رقم تقسیم ہو جس کی تائید مسٹر سریہ ہر نایک نے کی۔ اس موقع پر مسٹر جی ایم افضل خاں نے احتجاج کیا کہ یہ غیر اصولی ترمیم ہے اور واک آوٹ کیا۔

اگر کوئی پبلک ادارہ غیر اصولی طریقہ پر کام کرتا ہے تو فرض شناس ارکان ایسے ادارے سے مستعفی ہو جاتے ہیں مگر ہمارے بعض ارکان بلدیہ نے موقع اور بے موقع واک آوٹ کرنے کا ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے جس کی نظیر دنیا کا کوئی پبلک ادارہ پیش نہیں کر سکتا۔ واک آوٹ سے ایک طرف یہ فائدہ ہوتا ہے کہ رائے دہندوں پر اپنی بیزاری ثابت ہو جاتی ہے اور دوسری طرف نشست پر قبضہ بھی قائم رہتا ہے۔

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

استعفا دینے میں یہ فائدے کہاں؟ آئندہ جو نوجوان بلدیہ کے رکن بننا چاہتے ہوں انہیں اس گر کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

آسان رسم خط ——— جناب ڈاکٹر جعفر حسن صاحب استاد جامعہ عثمانیہ کے نام سے اس مضمون کا چھوٹا سا رسالہ چھپ کر ہمارے پاس آیا ہے جسے ہم نے بہت شوق سے پڑھنا شروع کیا لیکن یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ لائق ڈاکٹر اردو رسم خط کی ساری بیماریوں کا علاج یہ بتاتے ہیں کہ اسے "صوتیاتی" بنا کر حروف عربی (ث ذ ص ض ط ظ اور ع) اس میں سے خارج کر دئے جائیں۔ لیکن یہ خرابی تو دوسرے حروف متصل میں بھی موجود ہے۔ صرف ان عربی حروف کی تخصیص کر نا کیوں کر درست ہو سکتی ہے؟ (ہماری زبان)

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرقہ واریت کو مٹانے کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا ہے اس کو ہم ایک مثال سے واضح کریں گے، اگر ڈاکٹر صاحب کے بتائے ہوئے اصول پر عمل کیا جائے تو شیر اور شعر میں کوئی فرق نہ ہوگا چونکہ فرقہ واریت اکثر شعر کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے اس لئے شعر کو شیر بنا دینا پڑا ہے کیونکہ شیروں میں فرقے اور طبقے کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ ہمارے ایک دوست جو ماہر السنہ بھی ہیں ہماری اس توجیہ کو درست نہیں سمجھتے مگر ہمیں ابھی اس توجیہ پر اصرار ہے۔

ہم راشننگ کے نظم ونسق کی کارکردگی پر زور دینا نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔ گو اس پر زور دیتے ہوئے ہم کو بہت افسوس ہوتا ہے لیکن یہ ہمارا ایک پبلک فریضہ ہے ہم کو یہ فرض اس وجہ سے انجام دینا پڑ رہا ہے کہ محدود پیمانہ پر شکر کی راشننگ کا موجودہ تجربہ نہایت تلخ ہے۔ ابھی حد تک ہم کو شکر کے کم ملنے یا زیادہ ملنے کی اتنی شکایت نہیں جتنی کہ اس کے انتظام کی نسبت ہے۔

(رہنمائے دکن)

کہا جاتا ہے کہ حیدرآباد میں راشن بندی بمبئی کے اصول پر ہوگی اس لئے دیکھنا ہے کہ خود بمبئی میں کیا ہو رہا ہے۔ "ٹائمز آف انڈیا" اپنی ۲۰ دسمبر کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ :-

شہر بمبئی میں راشننگ کارڈ کی تقسیم کا تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ لوگوں کو اپنے گھروں میں مسلسل تین دن سات سات گھنٹے کارڈ کے انتظار میں بیٹھا رہنا پڑا ہے ہمیں بہت سی شکایتیں وصول ہوئی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں میں مقررہ اوقات پر منتظر رہے لیکن راشننگ انسپکٹر نہیں پہونچے اسی قسم کی اور بھی شکایتیں وصول ہوتی ہیں۔

ہمیں ایک غیر مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ ہمارا محکمہ ایم۔ آر۔ پی۔ اس تجویز پر غور کر رہا ہے کہ عوام کو فاقوں کے اندیشہ سے بچانے کے لئے پہلے غلہ اور بعد راشننگ کارڈ تقسیم کئے جائیں۔

مسٹر راجگوپال چاری نے "اسوسی ایٹڈ پریس" کو ایک بیان دیا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ :-

"کانگریس کی ۱۹۳۱ء والی پیش کش کو فوری طور پر قبول کر لینے کی تنظیم کی جائے محض انتظار سے ہم کسی منزل پر نہیں پہونچ سکتے۔"

راجہ جی کے اس بیان پر ایک دکنی کہاوت صادق آتی ہے :-

مٹانے مٹانے کہیں نہیں کہاتے آدمی رات کو گھر بچن کرتے

بیان کیا جاتا ہے کہ جن حضرات نے اکثر کے کوپنوں کے لئے اپنی آمدنی زیادہ بتائی تھی ان کو کپڑے کے لئے اپنی آمدنی کم بتانا پڑ رہا ہے۔ ایک نظر حکومت نے معیاری کپڑا فراہم کر دیا ہے اب پبلک کا کام ہے کہ وہ قوم میں معیاری اخلاق پیدا کریں۔

برطانیہ میں ذخیرہ بندی اور نفع اندوزی

کا انسداد کس طرح کیا گیا

خود ہمارے ملک کی طرح نفع اندوز بھی ہمیشہ چور بازاری سوسائٹی میں آتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کا طریقہ کار رنگ الگ ہوتا ہے۔ روس جیسے ملک میں جس نے سوشلزم کے ذریعہ سے انفرادی ہوس کا رنگ ہر طرح کر صاف کر دیا گیا ہے ذخیرہ اندوزی کی طرف بہت کم لوگ راغب ہوتے ہیں اور ہوتے بھی ہیں تو ایسے ملک میں یہ لوگ بڑی مشکل سے بچتے ہیں۔ اس لیے کہ وہاں چیزوں کی مقدار ہی اتنی نہیں ہوتی کہ ان کا ذخیرہ کیا جا سکے۔ لیکن برطانیہ اور امریکہ جیسے ملکوں میں جہاں معاشیات کے پرانے طریقے ابھی تک برقرار ہیں اور وہ چیزیں موجود ہیں جن کا ذخیرہ کیا جا سکے اور جن کو چور بازار میں بیچا جا سکے ذخیرہ اندوز اب بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور حکومت کی طاقت اور عوام ہوشیاری کو دوست مقابلہ پر لگے ہیں۔

بہت سے لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوگا کہ برطانیہ میں جہاں سماجی زندگی پر آج کل اتنی کڑی پابندیاں لگی ہوئی ہیں ذخیرہ اندوزی کے امکانات اب بھی باقی ہیں۔ وہاں وزارت اغذیہ نے بیشتر غذائی اشیاء کو خود خرید کر پورے ملک میں منصفانہ طور سے تقسیم کر دیا ہے جو اشیاء بازار میں خریدی جا سکتی ہیں ان میں سے بیشتر کی راشن بندی کر دی گئی ہے۔ قیمتوں پر نگرانی قائم کر کے بنیادی ضرورت کی چیزوں کی بیشی ترین قیمت قطعی طور سے مقرر کر دی گئی ہے۔ چیز فروشی کی دکانوں پر خود فروخت کو قریب قریب خیرخانہ کی طرح سیاسی بنا دیا گیا ہے۔ انکم ٹیکس کی شرح اتنی بڑھا دی گئی ہے کہ فضول خرچی کا امکان بالکل ختم ہو چکا ہے — اور ان سب باتوں کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ برطانیہ میں ذخیرہ اندوزی کا سبب ناکام ہو گئی لیکن جس طرح زیادہ سے زیادہ باقاعدہ زندگی گزارنے والے خاندانوں میں بھی حادثات کا امکان باقی رہتا ہے اسی طرح برطانیہ کی معاشی زندگی میں بھی پر سخت سے سخت نگرانی قائم کر دی گئی ہے۔ چور دکانداروں اور ان کے سرپرستوں کا مکمل استیصال نہیں ہو سکا ہے۔

برطانیہ کے چور دکاندار جہاں تک معلوم ہوا ہے دو طریقے اختیار کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ قانون کی گرفت سے ذخیرہ اندوزی کی گرفت سے نکل جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ چھپ چھپا کر قانون کی زد سے بچ کر ہیں۔ ... عوام کے ایک سیاست ہیں۔ ... ابھی پچھلے سال انکشاف کیا گیا کہ شمالی انگلینڈ کی قیمتوں کی تحقیقات کی کمیٹی کے سامنے ... ہوشیار ... منافع خوری کے بہت سے ناقابل یقین واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ تا آنکہ ایک سال جب مارچ ۱۹۴۸ء میں وزارت اغذیہ کے پارلیمانی سکریٹری مسٹر ... نے بتایا کہ سال کے اندر برطانیہ میں چور بازاری اور قانونی قاعدوں کی دوسری خلاف ورزیوں کے چالیس ہزار مقدمے چلائے گئے۔

ان چالبازیوں کا توڑ کرنے میں برطانیہ کے حکام تنہا نہیں ہیں بلکہ عوام خوروں کے خلاف اپنے جہاد اور عوام کا زیادہ سے زیادہ اشتراک عمل حاصل رہا ہے۔ اس اشتراک عمل کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ مجرموں کی تلاش میں عوام نے حکومت کے شکاری کتوں کا کام کیا ہے اور دوسرے یہ کہ انھوں نے حکومت کی ان تمام قانونی اور انتظامی کارروائیوں کو جو وہ امن کے زمانہ میں برداشت نہیں کر سکتے تھے برداشت کر لیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شروع سے چلا کر اشیاء پیدا کرنے والوں اور تھوک فروشوں نے رضاکارانہ طور پر حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے اور اس کا نتیجہ ہے کہ کارخانوں کے حساب اور ان کے بہت کی صرف تحقیقات کی جا سکتی ہے اور اس طرح ذخیرہ اندوزوں کو نسبتاً آسانی کے ساتھ پکڑا جا سکتا ہے۔ اس تعاون کی صرف ایک مثال یہ ہے کہ شروع جنگ سے ستر فی صدی فرمچر ساز نے حکومت کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا ہے کہ وہ جتنی چیزیں بنائیں گے ان کو ایک جا کر کے منصفانہ طور پر تقسیم کریں گے۔

مختصر یہ کہ اس جنگ میں کارخانہ داروں اور تھوک فروشوں نے جو اشتراک عمل کیا ہے وہ ان کے پیشرو لوگوں کے اس رویہ کے بالکل خلاف ہے جو پچھلی صدی میں دکھائی دیتا تھا اس زمانہ کے کارخانہ دار اور تھوک فروش تو خونی جنگ اور خراب نسل کا وہم پیدا کر رہے تھے۔

چور دکانداروں پر نگرانی رکھنے کا کام زیادہ تر عام لوگوں کا اس لیے ہے کہ جو لوگ کسی قدر اداس ہوتے ہیں ان کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ چند بازاروں کی سرپرستی کی جائے لیکن ان میں سے بعض کو تو محض خریداری کی تلاش میں ایک طرح کی مسرت محسوس ہوتی ہے۔ ان ہی جیسے لوگوں کے ایسے مشغلہ سے انفرادی منافع خوروں کی نفع اندوزی کو روکنے کے لیے منظم طور پر نگرانی کرنے والی کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں جو منافع خوری کے واقعات کی تحقیقات اور پولیس میں ان کی رپورٹ کرتی رہتی ہیں۔ یہ برطانیہ کے سارے طول و عرض میں اب مسٹر گیل کی انسپکٹر ... کے نام سے مشہور ہیں۔ کئی مستند اور متعدد ادارے قائم کر دئے گئے ہیں وہ بھی اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔

ان غیر سرکاری جماعتوں کے علاوہ جو ہر بستی میں سرگرم ہیں مستقل طور پر کام کرنے والی ایک ذیلی کمیٹی قائم ہے جس میں صارفین اور تاجروں کے نمائندے شامل ہیں اور یہ وزارت اغذیہ کے اس قول کے مطابق منتخب کیا گیا ہے کہ ہو سکے جہاں تک ہو سکے لوگ اپنا کاروبار آپ سنبھالنے کا موقع دیا جائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برطانیہ کے اخبارات نے کسی ایک استثنا کے بغیر حکومت کی تائید کی ہے اور ذخیرہ اندوزی کو روکنے والی کارروائیوں کے متعلق حکومت کو شدہ دیتی ہے ہیں دراصل انھوں نے محاذ اغذیہ کی اہم مہم میں اچھا برتاؤ ہم سری سے استعمال کیا ہے۔ مثلاً ڈیلی ہیرالڈ نے ایک مہم چلائی کہ "چیف بازاری کو صاف کر دو"۔

برطانیہ کے عوام نے ایک اور طریقے سے حکام کی امداد سے بھی زیادہ امداد کی۔ انھوں نے وقتاً فوقتاً منافع خوروں کے خلاف اتنا زبردست احتجاج کیا کہ حکومت مجرموں کے خلاف اور زیادہ سخت اور انتہائی کارروائیاں کرنے پر مجبور ہو گئی۔ انگلستان میں قوانین رائے عامہ کے مظہر ہیں اور اگرچہ ان کی تشکیل پارلیمان میں ہوتی ہے لیکن ان کی ابتدا دوسرے گھروں اور سراؤں سے ہوتی ہے خاص کر برطانیہ کی سرائیوں میں فی البدیہہ جذبہ کے تحت رائے عامہ کی داغ بیل پڑتی ہے۔ اس لیے امریکہ کے اخبار ٹائم نے ان تمام لوگوں کے ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کو لکھا "سراؤں میں اس بات کا تذکرہ چل رہا تھا کہ چور دکانداروں کو گولی مار دی جائے۔" اسی سلسلہ پر زور خیال ڈیلی اخبار نے ایک زوردار آواز میں جس میں اس کے تمام سامعین کے ساتھ تھے یہ نعرہ لگایا "اس ملک میں آج تک ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اٹھارھویں صدی والی چوریوں اور لٹیروں کی قیمتوں کے مقابلہ میں یہ آپ مثال ہے"۔ اس کے بعد ایک عام احتجاج کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس رائے کے موافق ہیں کہ مجرم چور دکانداروں کو فی الفور قید کر لیا جائے۔ حکام نے یہ اشارہ کیا کہ ایسے مجرموں کی سزا چودہ سال کی قید اور جرمانہ کی مقدار خود ان کے منافع کی تین گنی کر دی ہو اس مجرم نے کمایا ہو یا کمانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ شاید اس سزا کو بھی کوئی سخت نہ سمجھے لیکن عدالتوں کا ایک بنیادی اصول بدل دیا گیا اور یہ قاعدہ بنا دیا گیا کہ چور بازار کے مقدمہ میں پہلے ملزم کی طرف سے صفائی پیش کی جائے۔

کفایت کی خاطر

ریڈیو لیگ کے رکن بن جائیے

لاؤڈ اسپیکر کرایہ پر دئے جاتے ہیں

پرانے ریڈیو درست اور فروخت کئے جاتے ہیں

ریڈیو ہاسپٹل

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

جنگلات قومی ادارہ ہے

نشری تقریر جناب [illegible] صاحب مدیر جنگلات سرکار عالی

ہمارا ملک قدامت سے ایک زراعتی ملک ہے اور زراعت کا دار و مدار مویشیوں، بارش اور زرخیزی زمین پر ہے اور ان سب کا انحصار جنگلات پر ہے۔

جنگلات ہمارا جو مویشیوں کے لیے چارہ مہیا کرتے ہیں موسم باراں کو معتدل کرتے ہیں۔ ملک کو ندی چشموں اور دریاؤں کے ذریعہ سرسبز و شاداب کرتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی بڑھاتے ہیں موسم کو معتدل بناتے ہیں۔ زمین کو عمل تعریہ اور کٹاؤ سے محفوظ رکھتے ہیں علاوہ ازیں کئی طرح کی مختلف صنعتوں کے لیے خام اور عمدہ خام جنس سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔ غذا اور جڑی بوٹیاں مہیا کرتے ہیں جن کی بدولت ہم روزانہ اپنا کھانا پکاتے ہیں۔ ہزارہا قسم کی مفید جڑی بوٹی، گوند، چھال، پتے، بیج، [illegible] کتھا وغیرہ وغیرہ میسر ہوتے ہیں۔ بیسیوں [illegible] کے مراتب فراہم کرتے ہیں۔ ملک کو خوش منظر بناتے ہیں، ہوا کو صاف اور صحت بخش بناتے ہیں۔ ہزارہا بڑھئی، نقاش، آرا کش، تجار، کشتی ساز، کاغذ ساز، [illegible] باف، بید باف، کوئلہ ساز، اور دیگر اقسام کے کاریگر اپنی روزی ان ہی جنگلات کی بدولت حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے ملک میں لاکھوں ایکڑ زرخیز اراضی کا جنگل صاف کر کے زراعت کرائی گئی جس کا [illegible] زمین [illegible] خارج ہو گیا یا بے افادہ دیگر ناقابل زراعت ہو کر رہ گئے ان تمام زمینات کو پھر سرکار لانا پھر [illegible] اور صحیح مصرف زمین کا ایک اہم حربہ ہے جنگلات ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جنگلات کی عدم موجودگی میں وہ تمام [illegible] جن کا گزر جنگلات کے تنوں پر [illegible] جنگل میں بسیرا لیتے ہیں اور جب کسی زمین پر ٹڈی کشی ہوتی ہے تو یہ پرندے آکر زمین کے تمام نقصان دہ کیڑے کھا لیتے ہیں۔ اگر جنگلات نہ ہوں تو ایسے پرندوں کی موجودگی نہ ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ادھر زمین میں [illegible] ادھر کیڑے [illegible] صاف کر گئے۔ [illegible] درختوں کے [illegible] اور [illegible] مہیا کرتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ ہے کہ ستاجرین جنگلات رقم سرکار سے تخمیناً پایا گیا رقم خرچ کرنے پر اس قابل ہوتے ہیں کہ مال قابل فروخت بنا کے بازار میں لاتے ہیں۔ اب اگر فرض کیا جائے کہ ہمارے ملک میں پیداوار جنگلات کی رقم [illegible] لاکھ ہے تو مستاجرین [illegible] ۱۰۰ لاکھ روپے صرف کٹوائی ترشوائی اور حمل و نقل وغیرہ میں صرف کرتے ہیں۔ اس طرح جنگلات ہزارہا مزدوروں کی پرورش اور [illegible] اہل علاقہ کی کسب معیشت کا ذریعہ ہیں جس کی وجہ سے مسئلہ بیروزگاری کا حل بھی ایک حد تک ہوتا ہے۔ ایام قحط سالی میں غریب انسانوں اور حیوانات کی شکم پوری کا ذریعہ بھی جنگلات کے پتے، پھل اور مختلف جڑیں اور [illegible] وغیرہ کا گوشت ہوتے ہیں۔

محققین کی یہ رائے ہے کہ ایک زراعتی ملک کے لیے کم از کم تیس فی صد رقبہ پیداوار جنگلات کے لیے مختص کرنا چاہیے ہمارے ملک میں صرف [illegible] فی صد رقبہ ہے [illegible] ملک کا [illegible] جنگلات ہیں اور بقیہ علاقہ مرہٹواڑی اور کرناٹک میں جہاں کے بسنے والے جنگلات کو تباہ کرنے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ چنانچہ عام ضروریات کے لیے لکڑی، جنگل اور گران دستیاب ہوتی ہے۔ موسم بارش میں اعتدال قائم نہیں رہا۔ زمینات کی زرخیزی متاثر ہو چکی ہے جس کی وجہ پیداوار میں کمی ہو رہی ہے۔ مویشی قلت چارہ کی وجہ لاغر ہو چکے ہیں اور انتہا یہ کہ بسا اوقات پینے کا پانی بھی بدقت میسر آتا ہے زندگی کے لیے یہ جنگلات نا ہیں کہ اخلاق کو برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں۔ اس علاقہ ملک کی موجودہ حالت کا آج سے پچاس سال قبل کی حالت سے مقابلہ کیا جائے تو وسیع انحطاط نظر آئے گا اور حالت بد سے بدتر ہوتی جائے گی۔ تاآنکہ اس جرم کا کفارہ جدید جنگلات پیدا کر کے نہ دیا جائے جس کے لیے ایک کثیر رقم اور کم از کم نصف صدی درکار ہوگی کیونکہ جنگل تباہ کرنا تھوڑے ہی عرصہ کا کام ہے لیکن ان کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے کثیر مصارف کے علاوہ بڑے عرصہ کی ضرورت ہے۔

مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہے کہ ہر ملک کے لیے جنگلات کا وجود ناگزیر ہے اور وہ بھی اتنے وسیع پیمانہ پر کہ وسعت آبادی کے مد نظر سرمایہ جو پیدا کا تسلسل ایسی قیمت پر جاری رہے کہ غربا بھی مستفید ہو سکیں اور ایسے ہی قطعات کو رقبہ جنگلات سے موسوم کیا جاتا ہے۔

باوجود اس حقیقت کے جنگلات کے ساتھ جاری بے اعتنائی اور بد سلوکی حد سے گزر رہی ہے۔ ہم کو چاہیے تھا کہ اس دور میں ہم ان کے [illegible] اور [illegible] اسلاف [illegible] سے مستفید ہوتے نہ کہ اس سرمایہ حیات کو زائد معاوضہ [illegible] تباہ کرتے۔

موجودہ رقبہ جنگلات کا بڑا نصف ایسا ہے جس میں یا تو سرے سے کسی قسم کی کوئی جھاڑی ہوتی ہے یا صرف گھاس ہوتا ہے۔ بقیہ نصف میں کچھ تو پرانا اور کچھ چھوٹا جو جنس از قسم بالنہ بانس وغیرہ دستیاب ہوتا ہے بعض جنگلات کی عام حالت یہ ہے کہ اکثر حصہ غیر پیداوارت اور ناقص درختوں پر مشتمل ہے۔ قدرتی نو پیداوار خاطر خواہ نہیں ہوتی اور جو کچھ بھی ہوتی ہے وہ بھی مسلسل آتش زدگیوں اور بے قاعدہ چرائی کی وجہ یا تو بری طرح متاثر یا تلف ہو جاتی ہے تو پیداوار کا خاطر خواہ ہونا اور برقرار رہنا جنگلات کے لیے بالکل ضروری اور لازمی ہے۔

اس نوعیت کے جنگلات سے کہ جس کی موجودہ حالت ناقص اور جس کا مستقبل تاریک ہے ہمارے ملک کے بسنے والے تقریباً ڈیڑھ کروڑ نفوس اور تقریباً اسی قدر مختلف اقسام کے مویشیوں کے مفاد متعلق کر دیا گیا ہے۔

ایک تخمینہ ہے کہ فی آدمی روزانہ لکڑی کھانے پکانے اور دیگر ضروریات خانگی کے لیے صرف کرتا ہے۔ اس لحاظ سے صرف کھانا پکانے اور دیگر خانگی ضروریات کے لیے ہمارے ملک میں تقریباً ۳ کروڑ [illegible] لکڑی کی سالانہ ضرورت ہے۔ بد نصیبی کے دیگر صنعتی مثلاً تعمیر مکانات، آلات زراعت، گاڑیاں، کشتی کا سامان و بیسے کا فرنیچر سازی، ریاسلائی وغیرہ وغیرہ کے ضروریات اس کے علاوہ ہیں۔

مویشیوں کے لیے دن بھر ہم کو جو زمینات [illegible] کرتے ہیں۔ گائے، بھینس ہیں جن کے ہم بیلوں سے جوتے وغیرہ بناتے ہیں جن کا دودھ اور گھی وغیرہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی تعداد کم از کم [illegible] کروڑ چوپائے ہے اور یہ معاملہ ایک طرح پر مستحسن نہیں ہو گا بلکہ ان کا تسلسل نسلی دنیا تک ناگزیر ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ ایک ہی رقبہ سے روزانہ بے مقدار چارہ ملنا ناممکن ہے انسانوں اور حیوانات کی ان ضروریات کو جن کا تعلق رقبہ جات جنگلات سے ہے ملحوظ رکھتے ہوئے پر وہ حکومت نے وسعت آبادی، قابلیت پیداوار زمین اور دیگر [illegible] صنعتی کے مد نظر کافی وسیع رقبہ جات جنگلات محفوظ کیے ہیں اور ان کی افزائش اور تنظیم پر ایسی اصول پر کی جاتی ہے کہ ایک حد میں عرصہ کے دوران جنگل کا تہا جائے تو دوسرے حصہ میں کم از کم اسی قدر لگایا جاتا ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو سرمایہ کا تسلسل قائم نہیں رہ سکتا اس نقطہ نظر سے ہمارے ملک میں جنگلات کی تباہ حالی اور کمی وسعت کی وجہ حالت تشویشناک ہے۔ ہماری سرکار عالی نے بھی بہبودی ملک کی خاطر موجودہ جنگل کی حفاظت اور افزائش اور اس سے سرمایہ کے لیے ایک محکمہ مستقل ہے قائم کیا ہے جس کو محکمہ جنگلات سے موسوم کیا جاتا ہے یہ محکمہ اس وقت تقریباً [illegible] سو نفوس پر مشتمل ہے۔ ازاں جملہ تقریباً ایک ہزار نفوس عملی کام کرتے ہیں اور بقیہ دفتری کاروبار انجام دیتے ہیں۔ ہمارے ملک کی وسعت ۸۲۶۹۸ مربع میل ہے جس میں ہمارے [illegible] ہزار مربع میل کے رقبہ جات جنگلات چیدہ چیدہ قطعات میں منتشر ہیں جن میں سررشتہ ہذا [illegible] رقم صرف کر کے حفاظت اور افزائش جنگلات اور سرمایہ پیداوار جنگلات کا انتظام کرتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے عہدہ دار کی بھی خود کے دورہ میں نئی تعلیم دلاتا ہے تاکہ ہر ایک عمل نئی روشنی میں انجام پائے۔ بدقسمتی سے ملک کے جنگل ان تمام کوششوں پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ جب کسی رقبہ کو آگ سے محفوظ کیا جاتا ہے تو اس میں آگ لگا دیتے ہیں جہاں چرائی ممنوع قرار دی جاتی ہے وہاں مویشی چراتے ہیں۔ بے دریغ اور بے قاعدہ جنگل کاٹتے ہیں۔ بے جا طور پر جنگل میں کاشت کرتے ہیں۔ الغرض ہمیشہ وہ تمام کرتے ہیں جو موجودہ جنگلات کے انحطاط اور تباہی کا باعث ہے لیکن برای ہمہ سررشتہ کے بیسیوں انفرادی زندگی کی آسائش سے دور جنگل بیابانوں میں اپنی عمر کا بہترین حصہ گزار کر اپنے اہم فرائض انجام دیتے ہوئے حتی الوسع خدمت ملک کر رہے ہیں۔

حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ پیداوار جنگلات کی ضرورت ہر انسان اور حیوان کو پیدائش سے لیکر وفات تک ہے لیکن حیرت کا مقام ہے کہ اس کا احساس ہمارے ملک میں عام نہیں ہے اس لیے تاوقتیکہ یہ احساس عام نہ ہو اور ہر فرد ملک از خود حفاظت جنگلات میں عملی تعاون نہ کرے صرف سررشتہ کی کوشش سے جنگلات کا برقرار رہنا ایک امر محال ہے۔ درخت لگانا ایک قومی خدمت کرنا ہے اور جنگلات قومی دولت ہے اور ہماری [illegible] کی زینت اور خوشحالی ملک کے لیے ان کا وجود لازمی ہے۔ جہاں کے جنگل شاداب ہیں وہاں کی کھیتیاں بھی لہلہاتی ہیں اور جہاں لہلہاتی کھیتیاں نہیں وہاں افلاس رہتا ہے اور جہاں

ہندوستانی کرپس کے پیش کش کو قبول کرلے

راجہ جی کا صحافتی بیان

مدراس ۲۰ اکتوبر۔ مسٹر راجگوپال اچاریہ نے ایسوسی ایٹیڈ پریس کو ایک بیان کے دوران میں یہ رائے ظاہر کی کہ کرپس کے پیش کش بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء کو قبول کرنے کے لیے قوم کی تنظیم کی جائے۔ راجہ جی نے مسٹر استو کے اس خیال سے اپنے اتفاق کا اظہار کیا جو مسٹر استو نے روزنامہ ہندو کے ایک نامہ نگار سے ملاقات کے دوران میں کہا تھا کہ اگر کرپس کے پیش کش کے عوض کوئی پیش کش دیا گیا تو قائدین کانگریس جن میں اگر گاندھی جی نہیں تو کم از کم جواہر لال نہرو شامل رہیں گے۔ جاپان کے خلاف آئندہ باقاعدہ اقدام میں اتحادی اقوام سے تعاون عمل کرنے کے آمادہ رہیں گے۔

راجہ جی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مسٹر استو نے صحیح خاکہ دیا ہے۔ حالات ویسے ہی ہیں جیسے کہ موصوف نے بیان کیا ہے۔

راجہ جی نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مسٹر استو نے صحیح خاکہ دیا ہے۔ حالات ویسے ہی ہیں جیسے کہ موصوف نے بیان کیا ہے۔ محض انتظار سے ہم کہیں نہیں پہنچیں گے۔ سیاسی علم حرکیات کا یہ ایک اٹل قانون ہے کہ پہل اس جماعت کی جانب سے ہونی چاہئے جو حالات موجودہ میں کمزور ہیں۔ وہ شخص خواب دیکھ رہا ہے جو یہ تصور کرتا ہے کہ انگریز کوئی پیش کش دیں گے۔ جیل کے باہر کے ہندوستان کو چاہئے کہ کوئی پیش کش دے۔ سرکاری اعلانات اور دیگر اعلانات کے مدنظر پیش کش ایسا ہوگا جو نہ تو نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے گریز۔ کسی بادہ ور سیاسیات کی تائید کے بغیر محض دلائل کے استدلال کے ذریعہ تم سیاسی قائدین کی رہائی حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے برطانیہ حکومت کے پیش کش بابت سنہ ۱۹۴۲ء کو قبول کرنے کے لیے ملک کو منظم نہ کیا اور اگر ہم نے ان شرایط کے تحت قومی حکومت کا مطالبہ نہ کیا جن پر ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء کو گفت و شنید کے انقطاع کے وقت رضامندی ظاہر کی گئی تھی تو جنگ کے اختتام پر ہمارے حالات سنہ ۱۹۱۹ء کے مقابلہ میں بدتر رہیں گے۔ بے نظمی اور ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ ان اشخاص کو جو جیل کے باہر ہیں چاہئے کہ ناموزون جیل کی پالیسی کے علامات پر انحصار کرنے کے احساس کو ترک کر دیں۔ ہمارے لیے صاف بات صرف یہی ہے کہ برطانوی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ ہمارے پیش کش کو قبول کریں جن کی شرائط اتحادی اقدام کے مدنظر نظر انداز نہیں کر سکتے۔

قدیم مرہٹی مخطوطات میں اردو

پروفیسر ... جوشی کو عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد) ریاست کے مرہٹواڑی اضلاع میں قدیم مرہٹی اور سنسکرت مخطوطات کی تلاش بھیجا وہ بہت سے قیمتی بیاض مرہٹی اور سنسکرت کتابیں وغیرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بیاض نے قلمی کتابیں ان کے ہاتھ آئیں جو انھوں نے عثمانیہ یونیورسٹی کی نذر کر دیں۔ ان میں چوبیس مرہٹی کی ستر سنسکرت کی کتابیں ہیں اور ایک ہندی۔

رپورٹ ہے مرہٹی کی کتابیں خاص اہمیت کی ہیں ان میں ممتاز ایک ضخیم کتاب ہے جس کا نام کرشن قرنقدہ ہے یہ کتاب پربھنی کے قریب موضع سان پرسی کے گوشے کے ایک ڈھیر میں ملی اس کے مصنف کا نام ... ہے جو ایک ناقد کے نامی ... تھا۔ کتاب سیاہی مائل کے ہاتھ کی اور سنہ ۱۶۹۲ء کی سودہ ہے اس میں اڑتیس ہزار ابیات ہیں اور یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ سری کرشن جی کے واقعات اور بھگتی اس کا موضوع ہے۔

زبان سہل اور سلیس ہے۔ ساری کتاب میں اردو کا استعمال ہے اردو لغات اور محاورے کثرت سے استعمال ہوئے ہیں۔ یہ کتاب مرہٹی ادب میں قابل قدر اضافہ ہے۔

مرہٹی زبان میں اور خاص کر مملکت نظام کے مرہٹواڑی علاقے کی زبان میں اردو الفاظ اور اردو کا اثر پایا جانا تعجب کی بات نہیں۔ لوگ بھول جاتے ہیں کہ مرہٹہ حکومت کے مرکزی دفتر کا اہم حصہ فارسی زبان استعمال کیا کرتا تھا۔ مرہٹہ اسٹیج پر اردو زبان اور غزل کا غالب اثر ہوا تھا۔ اب بھی کوئی اردو کے لنگوا فرنکا ہونے سے انکار کرے تو اس کو کیا سمجھنا چاہئے؟ ہم اپنی زبان سے نہیں بتائیں گے۔ (ہماری زبان)

اسلامک سوسائٹی لندن کا ملک معظم کی خدمت میں ہدیۂ تشکر

ہماری زمینوں کو فاسطیت سے نجات مل گئی

لندن (ذریعہ ہوائی ڈاک) اعلیٰ حضرت ملک معظم اور اسلامک سوسائٹی لندن کے مابین حسب ذیل برقیوں کا مبادلہ ہوا ہے جس کے ارکان میں بہت سے ملکوں کے مسلمان شامل ہیں۔

"اطالیوں کی اطاعت پذیری کی مسرت خیز خبر سنتے ہی اسلامک سوسائٹی کا ایک غیر معمولی جلسہ طلب کیا گیا جس میں سوسائٹی کے ارکان نے اسلام کے بیحد دشمن یعنی فاسطی نظام کے زوال پر مسرت، بشاشت و ممنونیت کے جذبات پر جوش طریقہ پر ظاہر کئے۔ میں بحیثیت پریسیڈنٹ اپنی اور اپنے ارکان کی جانب سے اپنے ہم مذہبوں کے علاقوں کو سوسنی کے چنگل سے چھڑانے پر حضور کی خدمت میں مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مطلق فتح کے حصول تک اپنی وفادارانہ امداد کی تجدید کرتا ہوں۔ فتح کے متعلق میں اندازہ سے زیادہ اتحاد ہے۔"

ملک معظم کی جانب سے تار کے ذریعہ سے حسب ذیل جواب آیا۔

"ملک معظم اطالیہ کی غیر مشروط اطاعت کے موقع پر اسلامک سوسائٹی کے مبارکباد تار کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔"

ایک ہزار سے زیادہ طالب علم صنعتی اور پیشہ واری تعلیم حاصل کر رہے ہیں

صنعتی اور پیشہ واری تعلیم دینے کے لیے حکومت سرکار عالی نے جو ادارے قائم کئے ہیں ان کی فہرست اور سنہ ۱۳۵۲ف میں ان اداروں میں تعلیم پانے والے طلبا کی تعداد حسب ذیل ہے۔

۱	عثمانیہ ٹکنیکل کالج حیدرآباد		۱۷۰
۲	مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری حیدرآباد		۱۱۵
۳	صنعتی مدرسہ نسواں حیدرآباد		۲۰۳
۴	صنعتی مدرسہ اورنگ آباد		۸۲
۵	"	نظام آباد	۵۰
۶	"	حیدرآباد	۵۸
۷	"	گلبرگہ	۶۲
۸	"	ورنگل	۹۳
۹	"	ناندیڑ	۵۱
۱۰	"	بیدر	۳۳
۱۱	"	جالنہ	۳۰
۱۲	"	بیڑ	۵۸
۱۳	"	رائچور	۲۲
۱۴	"	کریم نگر	۴۱
۱۵	"	نرمل	۱۳
	جملہ		۱۰۷۴

سنہ ۱۳۵۲ف میں ان اداروں میں (۱۵۵۷۳) روپیہ مالیت کی اشیا تیار کی گئیں۔

ایچ ریجوونیو

دماغ کو فرحت اور طاقت بخشنے، نیند کیلئے روئے زمین پر اس سے بہتر نادر چیز ہے۔ تندرست تو تندرست بیمار کی بیماری دفع ہو جاتی ہے۔ روزانہ سوتے وقت اس کو پاؤں اور پاؤں کے انگوٹھوں اور تلووں اور حمام کے وقت بھی ملا کریں۔ حافظہ اور بصارت حیرت انگیز طور پر ترقی کرتے ہیں اور بعض مہینوں کے بیمار ایک ہی دن کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں آج ہی آزمائیے۔ انگریزی سرور اور قریش کے پاس ملتا ہے یا امپیریل پوسٹ بکس ۱۲۹ سے طلب فرمائیں۔

مصطفیٰ

حیدرآباد میں زرعی تحقیقات

مرکزی مجلس تحقیقات زرعی دہلی سے انڈین فارمنگ کی ایک ماہوار رسالہ شائع کرتی ہے جس کے ایک مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

علاقہ نظام ساگر میں زراعت کو ترقی دینے کے لیے جو اسکیم منظور ہوئی تھی اس کی مدت مزید ایک سال کے لیے توسیع دی گئی ہے اور اس میں حسب ذیل دو شعبوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

(۱) پودوں کے امراض کا شعبہ۔ اس شعبہ کے سالانہ متوالی مصارف (۳۰۳۰) روپے اور غیر متوالی مصارف (۲۹۹۱) روپے ہیں اور یہ پودوں کے ایسے امراض کی دریافت کے لیے قائم کیا گیا ہے جن کی وجہ سے کھیتوں اور باغوں کی پیداوار کو نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ یہ شعبہ ان امراض پر قابو پانے کے طریقے معلوم کرنے کے لیے تحقیقی تجربے کرے گا۔

تمباکو کے متعلق تحقیقات کا شعبہ۔ یہ شعبہ اعلیٰ درجہ کی ورجینیا تمباکو کی مختلف قسموں کی آزمائش کرے گا تاکہ (۱) پائپ اور سگریٹ دونوں قسم کی اعلیٰ اور ان کی عمدہ فصل تیار کی جاسکے (۲) سال میں دو مرتبہ تمباکو کی فصل حاصل کی جاسکے اور (۳) علاقہ نظام ساگر میں اس کی کاشت کے لیے مناسب کھاد دریافت کی جاسکے۔

اس شعبہ کے سالانہ مصارف (۱۰۳۵۰) روپے ہوں گے۔

کھاد سے متعلق تجربات۔

ہندوستان میں مونگ پھلی کی کاشت سب سے زیادہ حیدرآباد میں ہوتی ہے اور مونگ پھلی کھلی اور دوسری جنسیں دوسرے روغن دار تخموں کی جو مختلف حصوں میں وسیع کاشت کی جاتی ہے چونکہ ... روغن سازی کو ترقی ہو رہی ہے اس لیے اس کی توقع ہے کہ کھلی زیادہ مقدار میں بطور کھاد استعمال ہوسکے گی چنانچہ یہ تجویز ہے کہ مونگ پھلی اور سنڈی کی کھلی کو بطور کھاد استعمال کرنے کے لیے یہ دریافت کیا جائے کہ معاشی اعتبار سے یہ دوسری اقسام کی کھاد سے بہتر ثابت ہوگی یا نہیں یہ دریافت تین مقامات پر ہوگی جن کے نام اور مقدار مصارف یہ ہیں۔

(۱) سرکاری مزرعہ واقع رودرپور، مقدار مصارف (۳۳۹۰) روپے (۲) تجرباتی مزرعہ واقع ینکاریڈی ضلع نظام آباد، مقدار مصارف (۴۴۴۰) (۳) تجرباتی مزرعہ واقع مدھیرہ ضلع ورنگل۔ مقدار مصارف (۴۸۰۰) روپے۔

حکومت ہند اور حکومت سرکار عالی نے ایک اسکیم مشترکہ طور پر منظور کی ہے جو تین سال کی مدت پر مشتمل ہوگی۔

ممالک محروسہ میں جو دھان کی کاشت کی جاتی ہیں ان میں خیال ... اور تحقیق زیادہ اہم ہیں چنانچہ سررشتہ زراعت نے ان کو ترقی دینے کے لیے ایک اسکیم مرتب کی جو پانچ سال کے لیے منظور کی گئی ہے اور اس کے مصارف مرکزی مجلس تحقیقات زرعی اور سررشتہ زراعت سرکار عالی دونوں برداشت کریں گے اس اسکیم کے مصارف کا تخمینہ (۲۴۳۰۰) روپے متوالی اور (۲۵۰۰) روپے غیر متوالی ہے۔ ورنگل کے مزرعہ میں ... اور ... کے متعلق اور انگور کے مزرعہ میں ... کے متعلق

تحقیقاتی تجربے کیے جائیں گے۔

آلو کی کاشت کے متعلق تحقیقی تجربے۔

آلو کی کاشت کھاد اور اقسام کے متعلق بیدر میں تجربہ کرنے کے لیے حکومت نے ایک اسکیم منظور کی ہے جس کے متوالی مصارف (۳۷۰۳) روپے اور غیر متوالی مصارف (۱۷۵۰) روپے ہیں۔

جنوبی ہند میں پودوں کے امراض کی وجہ سے سنتروں وغیرہ کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کی تحقیقات کے لیے مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے ایک اسکیم منظور کی ہے جو تین سال کی مدت پر مشتمل ہوگی اور جس کے مصارف کا تخمینہ (۱۸۳۰۰) روپے ہے۔ پودوں کے امراض کے ایک سرکاری ماہر کے زیر نگرانی صوبہ بمبئی، صوبہ مدراس، مملکت حیدرآباد اور ریاست میسور میں یہ تحقیقات جاری رہے گی اور مستقر مقام پونہ ہوگا حکومت سرکار عالی نے تین سال کی مدت کے لیے (۱۵۷۵) روپے کل امدادی بابت مصارف منظور کیے ہیں۔

چاول ذخیرہ کرنے کے بہترین طریقے دریافت کرنے کے لیے حکومت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے ایک سال کے لیے ایک مشترکہ اسکیم منظور کی ہے جس پر (۱۲۰۰) روپے صرف ہوں گے۔

بیرونی ممالک سے اجناس درآمد کرنے کی کوشش

رکن اغذیہ حکومت ہند کا بیان

بمبئی ۲۰ ستمبر۔ سر جوالا پرشاد سری واستوا رکن اغذیہ حکومت ہند نے ایوان تاجران ہند کی کمیٹی سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ حکومت ہند زبردست کوشش کر رہی ہے کہ بیرون ہند ممالک سے اجناس خوراک کی قابل لحاظ مقداریں جلد سے جلد اس ملک میں درآمد کی جائیں اور حکومت کا یہ بھی ارادہ ہے کہ اجناس خوراک کے مرکزی محفوظات کے قیام کے لیے موثر تدابیر اختیار کریں۔

صوبہ بنگال کی صورت حال سے بحث کرنے کے بعد رکن اغذیہ نے کہا کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر خود صوبہ کے ذرائع سے پورا پورا استفادہ کیا گیا تو قلت والے صوبوں کو مرکزی حکومت کی پوری مدد قابل نظرانداز بن جاتی ہے۔ سر جوالا پرشاد سری واستوا کے بموجب یہ مسئلہ حکومت کو درپیش ہے وہ فی نفسہ قلت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اجناس خوراک کی سربراہی میں صوبہ جات کے داخلی ذرائع کو یکجا کرنا اور ان سے استفادہ حاصل کرنا ہے۔

اس سوال سے بحث کرتے ہوئے کہ آیا غذا کی قلت کی نوعیت دراصل دستوری ہے اور جیسا کہ سیٹھ ہری داس صدر ایوان تاجران ہند نے کہا اگر مرکزی حکومت نے غذائی نظم ونسق صوبہ جات سے خود حاصل کرلیا تو کیا مسئلہ فوری طور پر حل ہوجائے گا۔ اس سے بحث کرتے ہوئے رکن اغذیہ نے کہا مسئلہ غذا کو جن عناصر نے پیچیدہ بنا رکھا ہے ان کے منجملہ بعض حسب ذیل ہیں۔

(۱) ابتدائی پیداکنندہ گان کا رجحان ہے کہ ذخائر کو اپنے پاس روک لیا جائے زرعی پیداوار کی قیمتوں میں اضافہ اور اپنی اضافہ شدہ آمدنی خرچ کرنے کے لیے اشیاء صرف کی قلت سامان وغیرہ کی وجہ سے ابتدائی پیداکنندہ گان کی قوت ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ سابق میں اس کی کوئی تمثیل نہیں ملتی۔

(۲) افراط زر کی وجہ سے ابتدائی پیداکنندہ گان کی سمت افراط ہوئی کہ خود اپنی پیداوار کے ایک بڑے حصہ کو صرف کریں۔

(۳) تمام طبقات کا یہ رجحان کہ آئندہ کی ضرورت کے لیے اپنی ضروریات حاصل کریں اس کی وجہ سے عام منافع کی کے لیے ذخائر کی مقداریں ناکافی ہوئی۔ رکن اغذیہ نے یقین دلایا کہ غذا خوراک کی درآمد نہیں ہو رہی ہے اور حمل و نقل و رسائل کی دشواری کا بھی مقابلہ کیا جا رہا ہے مزید برآں حکومت نے کراچی میں ایک گودام قائم کیا ہے جس میں پانچ لاکھ ٹن اجناس خوراک سما سکتی ہے۔

نظامیہ ہوٹل و رسٹورنٹ

قائم شدہ ۱۹۱۲ء

نامپلی اسٹیشن سے (۵) منٹ کی مسافت پر

متصل انگریزی و مغلائی ڈاک خانہ تارگھر کی عمارت کشادہ کمرے فلش سسٹم سے آراستہ بجلی کی روشنی و پنکھے کا مکمل انتظام۔ خدمت گزار عمدہ اعلیٰ قیام و طعام کا بندوبست

نرخ بالکل واجبی

مینیجر و پروپرائٹر:- ایس۔ اے۔ علی

پتہ:- سرسی بلڈنگ روبرو ... ہوٹل پوسٹ آفس حیدرآباد دکن

حکومت سرکارِ عالی کا جدید قرضہ

(کمیونکے)

حکومت سرکار عالی ایک جدید قرضہ اجرا کرنا چاہتی ہے جس کے اصل و سود کی ادائی میں محاصل اور املاکات سرکار عالی مکفول متصور ہوں گے۔

جس قدر روپیہ نقد عامل اسمی مالیت کا پرامیسری نوٹ جاری کیا جائے گا۔ اس قرضہ پر ۱۶ آذر ۱۳۵۳ف سے (۲½) فی صدی سالانہ حساب سے سود واجب الادا ہوگا۔ سود کی ادائی ہر ششماہی پر یعنی ۱۶ آذر و ۱۶ خورداد کو خزانہ عامرہ سرکار عالی سے یا اگر قرض دہندہ چاہے تو کسی خزانہ سرکار عالی سوتہ ضلع یا تعلقہ سے عمل میں آیا کرے گی۔ اور اگر کسی وقت اہم شخص نامزد کرنے کا منشیہ ہو تو اس سے قرضہ منتقل ہوگا۔ تاریخ درخواست سے ۱۶ آذر ۱۳۵۳ف تک بہ شمول ہر دو ایام سود کی ادائی قرضہ کی مالیت مندرجہ نامیہ پر (۲½) فی صدی سالانہ کی شرح سے جدید تمسکات نامہ جات کی اجرائی کے وقت کی جائے گی۔

سرکار عالی ۱۶ آذر ۱۳۶۳ف کو اس قرضہ کا انفکاک مساوی قیمت سے کر دینے کا وعدہ کرتی ہے۔ لیکن سرکار عالی مجاز ہوگی کہ ۱۶ آذر ۱۳۶۱ف کو یا اس کے بعد جب مناسب سمجھے کامل قرض یا اس کے کسی جزو کی ادائی بذریعہ اعلامیہ سرکار عالی میں تین ماہ تقدیمی نوٹس دینے کے بعد کر دے۔

ادائی قرضہ کے واسطے ایک سنکنگ فنڈ قائم کیا جائے گا جس میں ہر سال اس قدر رقم داخل ہوتی رہے گی جو قرضہ کی میعاد ختم ہونے پر اس کی کامل ادائی کے واسطے کافی ہو سکے۔

تمسکات قرضہ پرامیسری نوٹوں کی صورت میں جاری ہوں گے جو بذریعہ ظہری منتقلی کے درج کئے جانے پر ایک سے دوسرے کو منتقل ہو سکیں گے یا اسٹاک کی صورت میں جاری ہوں گے اس حالت میں درخواست گزاروں کو اسٹاک سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔

قرضہ کی درخواستیں ایک سو روپیہ یا اس کے اضعاف کے متعلق پیش ہونی چاہئیں۔ تمسکات قرضہ کی مالیت نامیہ (۱۰۰، ۵۰۰، ۱۰۰۰، ۵۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰) روپیہ ہوگی۔

قرضہ سن ابتدائے ۳ آذر ۱۳۵۳ف تا ۱۵ آذر ۱۳۵۳ف بہ شمول ہر دو ایام دیا جائے گا۔ سرکار عالی اس امر کی مجاز ہوگی کہ اگر تاریخ مقررہ سے قبل ایک کروڑ روپیہ جمع ہو جائیں تو قرضہ کی اجرائی مسدود کر دے۔

یہ قرضہ سرکار عالی کے اپنے سکہ میں قبول کیا جائے گا لیکن چونکہ کی سہولت مد نظر ہے اور کلدار کی شرح تبادلہ کو متاثر ہونے نہ دینے کے منظور کلدار بھی بہ شرح سرکاری ایک سو روپیہ کلدار مساوی ایک سو سولہ روپیہ دو آنے آٹھ پائی سکہ عثمانیہ قبول کیا جائے گا۔

قرضہ کے لیے خزانہ عامرہ سرکار عالی اور جملہ خزائن سرکاری سوتہ اضلاع و تعلقات میں رقوم لی جائیں گی۔ رقوم بصورت نقد یا بذریعہ چیک داخل ہو سکیں گے جو حیدرآباد اسٹیٹ بنک یا کسی دوسرے مسلمہ بنک کے مسودہ ہوں۔ درخواست ہائے قرضہ مع رقوم حیدرآباد اسٹیٹ بنک، امپیریل بنک آف انڈیا، سنٹرل بنک آف انڈیا لمیٹیڈ، اور مسٹر جی رگھوناتھ مل بنکر کی شاخہائے حیدرآباد و سکندرآباد پر بھی لی جا سکیں گی۔

درخواستوں کے فارم حیدرآباد اسٹیٹ بنک، امپیریل بنک آف انڈیا لمیٹیڈ، مسٹر جی رگھوناتھ مل بنکر، دفتر معتمدی فینانس و دفتر صدر محاسبی، خزانہ عامرہ سرکار عالی اور جملہ خزائن سوتہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں دستیاب ہو سکیں گے۔

درخواست ہائے قرضہ پر جن مسلمہ بنکوں اور بروکروں کی مہر ثبت ہوگی۔ ان کو ⅛ فی صدی کی شرح سے دلالی دی جائے گی۔

حیدرآباد اسٹیٹ بنک

حکومت سرکار عالی کے ڈھائی فی صد قرضہ بابتہ ۱۳۶۳ف تا ۱۳۶۱ف کی نئی اسکیم

قرضہ ہذا میں اگر کوئی شخص رقم لگانا چاہتا ہو اور بجائے اس کے کہ ایک مشت رقم ادا کرے بہ اقساط ادا کرنا چاہتا ہو تو بنک اس پر آمادہ ہے کہ شرائط مندرجہ ذیل پر مستند درخواست گزاروں کو قرضہ دے۔

(۱) مسدودی قرضہ کی مستقل تاریخ تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

(۲) جس قیمت نامیہ کی مقدار کے لیے درخواست پیش کی گئی ہے بنک اس کا (۹۵) فی صد قرضہ دے گا بقیہ پانچ فی صد قرض لینے والے کو درخواست پیش کرتے وقت ادا کرنا ہوگا۔

(۳) قرض لینے والوں پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے قرض ماہانہ اقساط میں پابندی کے ساتھ ادا کریں جو چوبیس قسطوں سے زیادہ نہ ہوں جن میں بہ شمول ابتدائی ادائی کے جملہ پچیس قسطیں ہوں۔

مثلاً اگر قرض لینے والے قرضہ کے دس ہزار روپیہ کے لیے درخواست کریں تو ان کو ابتدائی ادائی پانسو روپیہ کی کرنی ہوگی۔ اور ۲۳ مہینوں تک پابندی کے ساتھ ماہانہ (۳۹۶) روپیوں کی ادائی لازمی ہوگی اور ایک آخری ماہانہ قسط (۳۹۲) روپیوں کی ہوگی۔

۴۔ قرضے پر شرح سود ڈھائی فی صد سالانہ ہوگی سود کا حساب ہر ششماہی پر (یعنی ۱۶ آذر اور ۱۶ خورداد کو) کیا جا کر قرضہ میں محسوب کیا جائے گا۔

۵۔ قرض لینے والے اگر چاہیں تو جو طریقہ اوپر بتایا گیا ہے اس سے جلد بھی اپنے قرضوں کی ادائی کر سکتے ہیں۔

۶۔ ایسی صورت میں کہ قرضہ لینے والے کسی ماہانہ قسط کی ادائی سے قاصر رہیں بنک قرضہ کی ادائی کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر قرض لینے والے پھر بھی ادائی نہ کر سکیں تو بنک کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ تمسکات کو فروخت کر دے۔ اگر بنک ان اختیارات کے استعمال نہ کرنے کا فیصلہ نہ کرے تو باقی قرضہ اصل پر بنک کے قرضہ کی مقررہ شرح سے سود عاید کیا جائے گا۔

۷۔ تمسک قرضے کی ضمانت کے طور پر بنک میں محفوظ رکھا جائے گا اور جب قرضہ کی مجموعی رقم پوری ادا ہو جائے گی اس وقت قرض لینے والے یا اس کے نامزد کردہ شخص کے حوالے کیا جائے گا۔

۸۔ ملازمان سرکار اس اسکیم کی اغراض کے لیے معتبر درخواست گزار سمجھے جائیں گے بشرطیکہ وہ تحریری اقرارنامے کے ذریعہ حکومت کو ہر ماہ اپنی تنخواہ سے قرضہ کی ماہانہ اقساط وضع کرنے کا مجاز گردانیں۔

۹۔ تمسک کی جزوی حوالگی علیحدہ بنک کے اختیار تمیزی اور ان شرائط پر موقوف رہے گی جو اس کے نزدیک مناسب قرار پائیں۔

جنگلات قومی دولت ہے

بہ سلسلہ صفحہ (۸)

افلاس بڑھتا ہے وہاں بداخلاقی عام ہو جاتی ہے۔ یہ حالت اگر آج نہیں ہے تو کل ضرور ہو کر رہے گی چونکہ ہر فعل جو قانون قدرت کے خلاف ہو مناسب حال طریقہ پر مضر اثرات پیدا کر کے رہے گا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ہر سمجھدار فرد ملک اپنے ساتھیوں کو اس اہم فرض سے واقف کرائے جیسا کہ سررشتہ جنگلات بذریعہ انجمن اور قیام جشن جنگلات کے علاوہ دیگر ذرائع تشہیر سے بھی کر رہا ہے۔ ہر فرد ملک سے استدعا ہے کہ وہ امور ذیل کو ملحوظ رکھے اس میں نہ صرف ان کی بلکہ ان کے اہل وطن اور آئندہ نسلوں کی خوشحالی مضمر ہے اور یہ موجب ثواب دارین ہے۔

(۱) کوئی درخت اس وقت تک ہرگز نہ قطع کرو جب تک اس کی جگہ لینے کے لیے (۲) درخت موجود نہ ہوں۔

(۲) بے ضرورت کبھی جنگل میں آگ روشن نہ کرو۔ اور روشن کرنے پر اس کو اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک کہ وہ کامل طور پر فرو نہ کر دیا گیا ہو۔

(۳) ہر سمجھدار فرد ملک ہر سال کم از کم جب کہ جو یوم سالگرہ مبارک ہے کم از کم ایک درخت نصب کرے اور اس کے قائم ہونے تک اس کی نگہداشت کرے۔

جہاں جنگل وسعت میں کم ہیں وہاں مویشیوں کو جنگل میں نہ چرایا جائے بلکہ گھاس جنگل سے کاٹ کر یہ طریقہ ہے بطور سائیلیج تیار کر کے دیا جائے۔ اس طریقے سے مویشی جو گھاس روند کر ضائع کرتے ہیں کام آ جائے گا جس کی وجہ زیادہ مویشی پرورش پا سکیں گے۔

ملکی صنعت و حرفت
سے اپنی تجارت کو
فروغ دیجیے

عزیز

برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن

فون نمبر ۳۲۸

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش سجے چند (لاڑ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنے والا

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز و جنٹلمن

روبروے دواخانہ ڈاکٹر روسکرپ بازار

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن

فون نمبر ۲۰۳۹

ہمارا خیر و جنٹیل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے

دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا

اور فرحت بخشتا ہے قیمت فی شیشی (عہ)

بھگوان اینڈ کمپنی کارخانہ حوض حیدرآباد

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

سید عبد الرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ سلطنتہ

شاخیں		صدر دفتر
آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد	عابد روڈ	چارکمان حیدرآباد دکن
فون نمبر ۲۴۵	فون نمبر ۲۱۰	فون نمبر ۲۰۷

سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی

کی چند اہم مطبوعات

منتخب ملکی نوٹ، ۱۔ ادارتی مقالے اور تحقیقی مضامین (۱) سیاسی اور انتظامی (۲) معاشرتی، صنعتی و تجارتی مسائل کے متعلق وسیع منتخب ملکی نوٹ اور مقالے پیش کئے گئے ہیں جو قومی تعمیرات سے متعلق ہیں اور مسائل و ملک اور جنگ کے مسائل پر حکومت کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے کا مذدویات (اعلیٰ قیمت (عہ) انگریزی ایڈیشن (عہ)

نقشہ جات یونیورسٹی ۱۔ انگریزی میں ہیں (عمدہ) مصور مفصل (مصور) تذکرہ اور ایک مغربی فاضل خاتون کا نقد و تاثرات قیمت (عہ)

سٹیٹ ایکسپریس ۱۔ حیدرآباد (انگریزی) ملک حیدرآباد کے مختلف اصلاحی (مصورہ) واقعات کا مستند مجموعہ علوم و فنون کے مخصوص مقالات قیمت (۱۰ر)

نیز اردو و دیگر زبانوں میں مطبوعات کے لئے کتب خانے سے رجوع کیجئے

مکتب ابراہیمیہ۔ حیدرآباد دکن

حسنہ پریس چار مینار میں چھپ کر ناشر سید حسن اختر ایڈیٹر ملکت سے شائع ہوا۔